ختم نبوت زندہ باد

الله رسول محمد

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۸ جلد: ۲۴
اگست 2020 ذوالحج ۱۴۴۱

مسلسل اشاعت کے
57 سال

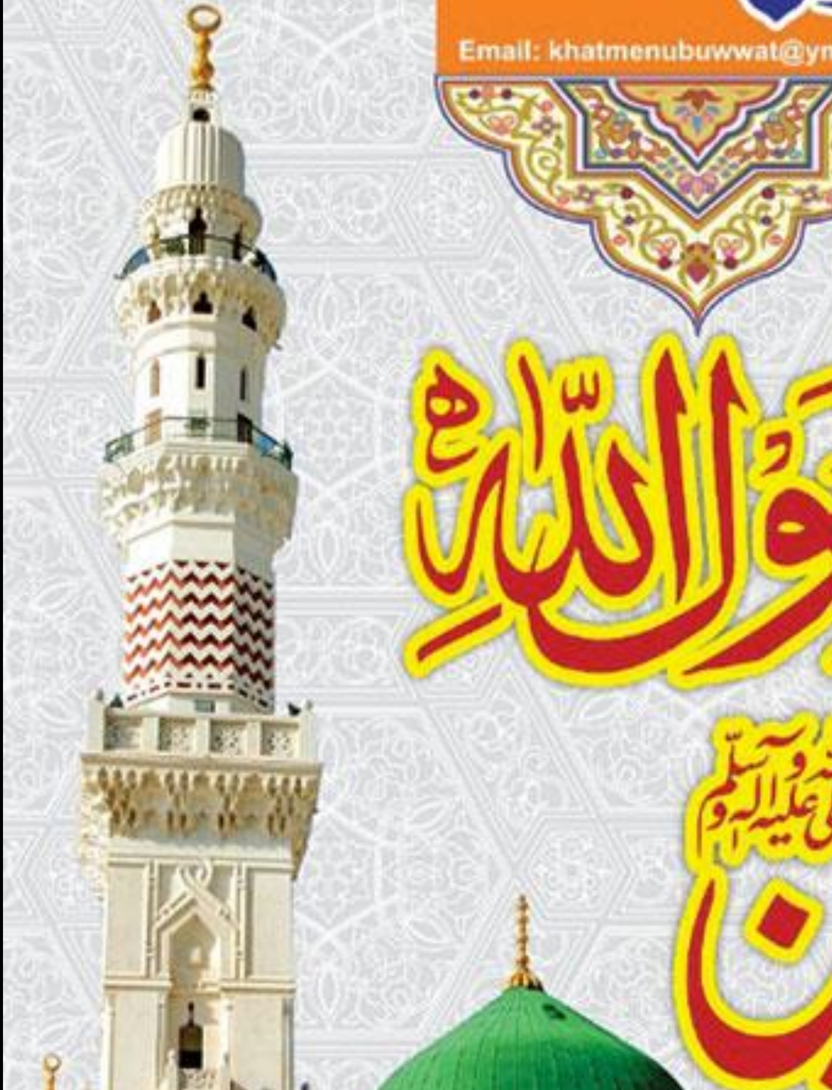

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قومی اسمبلی اور سینٹ میں قرارداد منظور

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۸ جلد: ۲۴

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی

مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ البوم

خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت زندہ باد	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم (قسط نمبر 5)	عبداللہ مسعود/مولانا غلام رسول	08
خلیفہ ثالث......حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	11
ذوالحجہ کے فضائل واحکام	مولانا مفتی محمد فہیم	17
نسبت قائم ہے	مولانا اللہ وسایا	19

شخصیات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	23
حضرت قاری محمد انور کی رحلت	// //	24
حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی کی رحلت	// //	26
حضرت مولانا شمس الدین انصاری کی رحلت	// //	28
حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی کی رحلت	// //	29
جناب حضرت حافظ عبدالرشید کی رحلت	// //	29
شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیم کی خدمات کا تذکرہ	مولانا مفتی خالد محمود	32
مولانا حافظ قادرداد گورمانی ڈیرہ غازی خان	مولانا غلام مصطفیٰ اشعری	38

ردقادیانیت

سندھ اسمبلی کی ختم نبوت کے متعلق قرارداد..ایک تاریخی پیش رفت	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری	40
ختم نبوت پر ایمان	اداریہ نوائے وقت	43
تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز	جناب محمد متین خالد	46
آزاد کشمیر میں قادیانیت وسیاست کا گٹھ جوڑ تاریخ کے آئینہ میں	قاری عبدالوحید قاسمی	50

متفرقات

تبصرہ کتب	ادارہ	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

خاتم النّبیین ﷺ کی ختم نبوت زندہ باد

قرآن مجید کے بائیسواں پارہ، سورۃ الاحزاب آیت چالیس میں رحمت عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے ''خاتم النّبیین'' کے اعزاز اور وصف خاص کا اعلان فرمایا۔

لفظ ''خاتَم'' یا ''خاتِم'' تاء کی زبر یا زیر دونوں صورتوں میں یہ لفظ بہت سارے معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن قبل از اسلام یا بعد از اسلام تمام اہل عرب کے اصحاب لغت کا اس پر اجماع ہے کہ لفظ ''خاتَم'' یا ''خاتِم'' جب بھی جمع کی طرف مضاف ہوگا تو اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسے ''خاتم الکتب، خاتم الشرائع، خاتم الادیان، خاتم الاولاد'' ''ت'' کی زبر یا زیر دونوں صورتوں میں اس کا معنی آخری ہی ہے۔

جیسے ''خاتَم القوم'' یا ''خاتِم القوم'' تمام اہل لغت نے دونوں صورتوں میں اس کا معنی ''اٰخرھم'' کیا ہے تو آیت میں بھی خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہے۔ نبی واحد ہے۔ النّبیین اس کی جمع ہے۔ خاتم جمع کی طرف مضاف ہے تو اس کا معنی ہے ''آخر النبیین'' یعنی تمام انبیاء میں سب سے آخری۔ یہ ترجمہ تو ہے لغت کے حوالہ سے۔ اب قرآن مجید کے حوالہ سے دیکھا جائے تو ختم کے مادہ کا لفظ سات مقامات پر قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

۱...... ''خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ (البقرۃ:۷)'' مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

۲...... ''خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ (انعام:۴۶)'' مہر کردی تمہارے دلوں پر۔

۳...... ''خَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ (الجاثیۃ:۲۳)'' مہر کردی اس کے کان پر اور دل پر۔

۴...... ''اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِھِمْ (یٰسین:۶۵)'' آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر۔

۵...... ''فَاِنْ یَّشَاءِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ (الشوریٰ:۲۴)'' سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر۔

۶...... ''رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین:۲۵)'' مہر لگی ہوئی۔

۷...... ''خِتَامُہٗ مِسْکٌ (مطففین:۲۶)'' جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اوّل و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال

ہوا ہے ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا، اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جا سکے۔ وہاں پر ’’ختم‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو فرمایا: ’’خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ‘‘

اب زیر بحث آیت ’’خاتم النّبیین‘‘ کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسی بندش کر دی، مہر لگا دی کہ اب پہلے سے موجود کسی کو نہ اس سلسلہ نبوت سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلۂ نبوت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف سے لے کر بخاری شریف تمام کتب احادیث میں حد تواتر کو پہنچتی ہوئی حدیث شریف ہے۔ ’’انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی‘‘ آپ ﷺ نے خاتم النّبیین قرآنی الفاظ کا خود ’’لا نبی بعدی‘‘ کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ غرض قرآن مجید، حدیث شریف، لغت عرب، تمام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ خاتم النّبیین آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

چنانچہ امام غزالی اپنی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

’’آیت خاتم النّبیین میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص کرے اس کا کلام ہذیان کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر کہنے کے حکم سے روک نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ اس آیت (خاتم النّبیین) کی تکذیب کر رہا ہے۔ جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ ماؤل یا مخصوص نہیں۔ الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ خاتم النّبیین اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں مجاز ہے نہ کوئی مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص۔‘‘

چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اوّل الانبیاء آدم و آخرھم محمد‘‘ کہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم (علیہ السلام) ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (ﷺ خاتم النّبیین) ہر شخص جانتا ہے کہ پہلا وہ ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی نہ ہو۔ آخری وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ جس طرح سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی شخص نبی نہ تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر متمکن نہ ہوگا۔ خاتم النّبیین ﷺ کی لفظی، شرعی، لغوی اس وضاحت کے بعد عرض ہے۔

۱۵؍جون ۲۰۲۰ء کو سندھ اسمبلی میں ایم.کیو.ایم کے رکن صوبائی اسمبلی جناب محمد حسین صاحب نے قرارداد پیش کی ان الفاظ میں:

’’اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی حرمت وناموس پر ہم سب مسلمان قربان ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں درج ذیل قرارداد پیش کرتا ہوں کہ بطور مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ، خاتم النّبیین، امام المرسلین، امام الانبیاء، رحمت للعالمین، نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد اب کوئی بھی نبی، رسول یا پیغمبر کسی بھی صورت میں دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ لہٰذا صوبہ سندھ میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جب بھی حضرت محمد ﷺ کا پاک اور مقدس نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ خاتم النّبیین ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ابلاغ کے تمام ذرائع جیسا کہ کتابوں، اخباروں، جرائد، رسائل، درسی کتابوں، ٹیلی ویژن، ریڈیو، تمام سرکاری خط وکتابت، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جب بھی آنحضرت ﷺ کا نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ خاتم النّبیین ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔‘‘ (قومی اخبارات مؤرخہ ۶؍جون ۲۰۲۰ء)

سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کر لی جو ایمان پرور بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ پورے ملک میں سندھ اسمبلی کی اس قرارداد کا خیر مقدم ہوا۔ ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ ۲۲؍جون ۲۰۲۰ء کو قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور ہوئی:

’’قومی اسمبلی نے نصابی اور درسی کتب ودیگر دستاویزات میں نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ خاتم النّبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔ تمام جماعتوں نے قرارداد کی حمایت کی۔ قومی اسمبلی میں بجٹ پر خطاب کے دوران مسلم لیگ ن کے رکن نور الحسن تنویر نے ایک قرارداد کا مسودہ وزیر مملکت علی محمد خان کے حوالے کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جہاں جہاں نبی آخر الزمان کا نام آتا ہے اس کے ساتھ خاتم النّبیین کا لفظ لازمی لکھا جائے۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے ایوان میں بتایا کہ بیشتر جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز موجود ہیں اس لئے معزز رکن کے نکتہ کو قرارداد کی صورت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کی۔ جس میں کہا گیا کہ تمام درسی کتابوں اور تعلیمی اداروں میں جہاں جہاں محمد ﷺ کا نام مبارک آتا ہے اس کے ساتھ لفظ خاتم النّبیین لکھنا، پڑھنا اور بولنا لازمی ہوگا۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے امجد علی خان نے کہا کہ آخری خطبہ میں نبی پاک ﷺ نے واضح کر دیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور وہ آخری نبی ﷺ ہیں۔ ایوان نے قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی۔ اس موقع پر عبدالقادر پٹیل نے کہا کہ بھٹو دور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خاتم النّبیین کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا عظیم فیصلہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر وہ اپنی موت پر دستخط کر رہے ہیں۔ کرنل رفیع نے

ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے لکھا ہے کہ قادیانی کہتے ہیں میں جیل میں ہوں تو ان کی وجہ سے ہوں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا میں گناہ گار آدمی ہوں۔ مگر امید ہے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔اس موقع پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان کا کہنا تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ختم نبوت کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔'' (روزنامہ اسلام مؤرخہ ۲۳؍جون ۲۰۲۰ء)

۲۴؍جون ۲۰۲۰ء کو سینیٹ آف پاکستان نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی جس کی کارروائی یہ ہے:

''سینیٹ نے حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔ بدھ کو سینیٹ کا اجلاس چیئر مین سینیٹ محمد صادق سنجرانی کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں سینیٹر مشتاق احمد نے قرارداد پیش کی۔ قرارداد کے متن کے مطابق جہاں کہیں بھی تعلیمی نصاب اور سرکاری سطح پر نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک آئے وہاں خاتم النبیین لکھا اور پڑھا جائے۔ سینیٹر مشتاق احمد کی قرارداد سینیٹ نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کر لی۔ وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان نے کہا کہ آج جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس کی سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ چیئر مین سینیٹ نے قرارداد چاروں صوبائی اسمبلیوں کے سپیکرز اور وزرائے اعلیٰ کو بھجوانے کی ہدایت کر دی۔ ادھر سپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر نے خاتم النبیین سے متعلق متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد پر عمل درآمد کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ سپیکر نے مرکزی وصوبائی حکومتوں کو قرارداد پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لئے خط لکھ دیا اور کہا کہ قرارداد پر من وعن عملدرآمد ہوگا۔ قرارداد صوبوں اور متعلقہ اداروں کو پہنچ جائے گی۔ فالواپ چیک کیا جائے گا کہ کتنا عمل ہوا۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں وزیر مملکت پارلیمانی امور علی محمد خان نے کہا کہ اس ایوان میں ۱۹۷۴ء کے ختم نبوت والے فیصلے کے بعد دو روز قبل جو قرارداد منظور ہوئی وہ تاریخی واقعہ ہے۔ اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد نے لازمی کر دیا ہے کہ جہاں جہاں نصابی کتب میں نام حضرت محمد ﷺ آئے گا وہاں وہاں لفظ ''خاتم النبیین'' لازمی لکھا بولا اور پڑھا جائے گا۔ سپیکر آفس تمام مرکزی وصوبائی حکومتوں اور متعلقہ تعلیمی اداروں کو قرارداد پر عمل کے لئے خطوط لکھے اور قرارداد کی کاپیاں بھیجے۔ قرارداد پر عمل کرانا اس ایوان کی ذمہ داری ہے۔ اس موقع پر سپیکر اسد قیصر نے کہا کہ جی یہ ہم سب کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ خاتم النبیین لازمی لکھے جانے کی متفقہ قرارداد منظور کی۔ سپیکر آفس یقینی بنائے گا کہ قرارداد پر من وعن عمل درآمد ہو۔ آج ہی قرارداد صوبوں اور متعلقہ اداروں کو پہنچ جائے گی۔ فالو اپ چیک کیا جائے گا کہ کتنا عمل ہورہا ہے۔'' (روزنامہ اسلام مؤرخہ ۲۵؍جون ۲۰۲۰ء)

آج سے دو دن قبل ۲۶؍جون ۲۰۲۰ء کو پنجاب اسمبلی میں یہی قرارداد حکومتی رکن نیلم اشرف نے پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کرنے کی سعادت پنجاب اسمبلی نے حاصل کی۔ غرض اللہ رب العزت کے کرم کو دیکھیں کہ پورا ملک رحمت عالم ﷺ کے امتیازی وصف ''خاتم النبیین'' کے ذکر خیر سے گونج اٹھا۔ کراچی سے

خیبر تک ختم نبوت کے پھریرے بلند ہوئے۔ کیوں نہ ہو آخر جس طرح اللہ رب العزت اپنی ذات وصفات میں وحدہ لا شریک ہیں، خاتم النّبیین ہونے میں محمد عربی ﷺ بھی وحدہ لا شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں تو محمد خاتم النّبیین کی مثال بھی کوئی نہیں۔ اسی کو حدیث شریف میں بیان کیا گیا۔ ’’ان ربکم واحد …… وان نبیکم واحد، لا نبی بعدہ ولا امۃ بعد امتہ‘‘ ختم نبوت پر ایمان دین کی بنیاد ہے۔ اس کے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ الحادی غیرملکی قوتوں کے خود کاشتہ پودا، ملعون قادیان نے خاتم النّبیین کے اعزاز ختم نبوت سے انحراف کر کے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ وہ خائب وخاسر ہوا۔ اسی قومی اسمبلی اور سینیٹ نے اسے اور اس کے ماننے والوں کو غیرمسلم قرار دیا۔ آج پھر انہی ایوانوں میں ختم نبوت کے ترانے گونج رہے ہیں۔ سچ ہے کہ…… تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

جناب شفقت حسین خازن مجلس تحفظ ختم نبوت صادق آباد کے سسر گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔

پروفیسر چودھری حشمت علی رحیم یار خان جو ہمارے بزرگوں سے بڑا عرصہ سے متعلق چلے آرہے ہیں ان کے داماد ڈاکٹر سیف الرحمٰن، حاجی محمد صادق وینس شجاع آباد کے معروف ڈاکٹر عطاء محمد وینس کے بھائی تھے۔ روزنامہ خبریں اور اوصاف کے نمائندہ رہے۔ ۲۳؍رمضان کو وفات پاگئے۔

چودھری عبدالستار دریا خان بھکر کے رہنے والے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی کچھ عرصہ قبل دفتر مرکزیہ ملتان میں تشریف لائے اور اپنا مکان مجلس کو وقف کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ کاغذات کی تکمیل کے بعد وقف نامہ مجلس کے سپرد کیا گیا۔ ۲۴؍جون ۲۰۲۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حافظ محمد انس اور مولانا محمد ساجد نے ان کی تعزیت کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ادو کے امیر چودھری عبدالرزاق کی دو پھوپھیاں، ایک بھتیجی کا انتقال ہوا۔ اسی طرح مولانا محمد احمد لدھیانوی کی بھاوج صاحبہ، قاری تصور اقبال لندن، چوہدری زاہد رحیم یار خان برادر مولانا محمد راشد مدنی فوت ہوگئے۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائیں۔

جامعہ عمر بن خطابؓ ملتان کے مہتمم اور تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ مولانا کریم بخش دامت برکاتہم کے چچا حاجی محمد ابراہیم انتقال فرماگئے۔ ان کی نماز جنازہ ۲۶؍جون ۲۰۲۰ء کو عصر کی نماز کے بعد ان کے آبائی علاقہ گیلے وال ضلع لودھراں کے قریب جال والا میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت فرمائی۔ مجلس کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی امامت کے فرائض مولانا کریم بخش نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک تمام فوت شدگان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ حق تعالیٰ سب کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم

قسط نمبر:5　　　مصنف: عبداللہ مسعود: ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

چنانچہ ماموں جان نے حضور اقدس ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے بھی شاندار اور عظیم الشان تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبے والے تھے، آپ ﷺ کا چہرۂ انور ماہِ بدر (چودھویں کے چاند) کی طرح چمکتا تھا، آپ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ لمبے قد والے سے پست (یعنی درمیانہ قد) تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ موئے (بال) مبارک کسی قدر خم دار تھے، اگر سر کے موئے مبارک میں اتفاقاً خود بخود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ جس زمانہ میں حضور ﷺ کے موئے مبارک بڑھے ہوئے ہوتے تو کان کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک نہایت چمک دار تھا اور پیشانی مبارک کشادہ تھی، آپ کے ابرو مبارک خم دار باریک اور گنجان تھے، دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی، آپ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک نور تھا، ابتداءً دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں ہے۔ آپ کی داڑھی مبارک بھر پور اور گنجان بالوں کی تھی، آنکھ مبارک کی پتلی نہایت سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار ہلکے گوشت لٹکے ہوئے تھے، آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا، آپ کے دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل بھی تھا، سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔

آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے، اور رنگ مبارک میں چاندی جیسی صفائی اور خوبصورتی تھی، آپ کے تمام اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے، بھاری گٹھے بدن والے تھے، پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا، آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا، جوڑوں اور کلائیوں کی ہڈیاں مضبوط تھیں (جو نہایت ہی قوت کی دلیل ہے)۔ (کپڑا اتارنے کی حالت میں) آپ کا بدن مبارک روشن و چمک دار نظر آتا تھا (یا بدن مبارک کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمک دار تھا چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں محفوظ ہو)۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مبارک بالوں سے خالی تھا البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ

مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے، آپ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں مبارک فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم مبارک گداز (پر گوشت) تھے۔ ہاتھ اور پاؤں مبارک کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں، آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے، اور قدم مبارک ہموار تھے اس طرح کہ پانی ان کی صفائی وستھرائی اوران کی ملاست کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا بلکہ فوراً ڈھل جاتا تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے (لیکن قدم مبارک زمین پر آہستہ ٹکتا، زور سے نہیں پڑتا تھا) آپ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے۔

جب آپ ﷺ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپ کی نظر نیچی رہتی تھی۔ آپ کی نگاہ مبارک بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ آپ کی عادتِ شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (یعنی غایتِ شرم وحیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے)۔ چلنے میں صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہتے تھے، جس سے ملتے سلام کرنے میں آپ خود ابتداء فرماتے۔

چوتھی وجہ: ہر فرد بشر کے لئے (بالخصوص مسلمان کے لئے) ضروری ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اوصاف عظیمہ اور شمائل کریمہ سے ہر وقت آگاہی رکھے، اور اپنی مجالس ومحافل میں بار بار ان کا تذکرہ کرے تاکہ آپ ﷺ کی صورت (علیہ) مبارکہ دل میں نقش ہو جائے اور خیال میں مرتسم و پیوست ہو جائے۔ اسے یوں محسوس ہونے لگے کہ گویا میں اپنے محبوب ﷺ کو دیکھ رہا ہوں اور آپ کے دیدار کا نظارہ کر رہا ہوں۔ یہ آپ ﷺ کی مبارک سنت بھی ہے وہ اس طرح کہ آپ ﷺ اپنے سے پہلے رسولوں (علیھم الصلوات والتسلیمات) کے اوصاف مبارکہ کا تذکرہ فرماتے، اور اہل عرب کے مختلف قبائل کے آدمیوں اور حضرات صحابہ کرامؓ میں سے بعض کا نام لے کر اوران سے تشبیہ دے کر اقرب الی الفہم کرتے اوران کے قلب وخیال میں اس طرح منقش کر دیتے گویا کہ وہ انہیں دیکھ رہے ہیں، آپ ﷺ کا یہ طریقہ مبارکہ انبیاء ورسل (علیہم السلام) کے متعارف کرانے کا نہایت عمدہ واقرب الی الفہم ہوتا تھا۔ اور صحابہ کرامؓ کے دلوں میں انبیاء کی محبت پیدا کرنے کا قریب ترین ذریعہ تھا۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شب (معراج میں) مجھے (آسمانوں کی) سیر کرائی گئی تو میں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے (آدمی) ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے افراد میں سے ہیں۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد، سرخ رنگ کے تھے (اور چہرے پر اتنی شادابی تھی کہ) گویا ابھی ابھی حمام سے نکلے ہیں۔ اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے

زیادہ ان کے مشابہ ہوں۔ پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا دونوں میں سے آپ کا دل جو چاہے اس لے کر نوش فرمایئے! تو میں نے دودھ کا پیالہ لیا اور پی لیا۔ (اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی) مجھ سے کہا گیا (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا) آپ نے دین فطرت کو اختیار کیا۔ سن لیجیے! اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

پانچویں وجہ: بلا شبہ آنحضرت ﷺ کے شمائل مبارکہ و اوصاف عالیہ اور سیرت طیبہ کا تذکرہ سننے سے محبین و عاشقین کے دلوں کو حیات، اور ان کی ارواح و عقول کو شادابی و تازگی نصیب ہوتی ہے، اور ان کی محبت میں ترقی ہوتی ہے، اور ان کا شوق بڑھتا ہے، اور ان کے دلوں میں ولولہ کی ایک نہر پیدا ہوتی ہے۔ عارف کبیر شیخ ابو مدین نے کیا خوب کہا ہے:

و نحیا بذکراکم اذا لم نراکم ‏ ‏ ‏ الا ان تذکار الا حبة ینعشنا

﴿ہم جب تمہارا دیدار نہیں کر پاتے تو تمہاری یاد سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ سنو! یقیناً محبوبوں کا تذکرہ ہمیں زندگی بخش دیتا ہے۔﴾

فلولا معانیکم تراھا قلوبنا ‏ ‏ ‏ اذا نحن ایقاظ و فی النوم ان غبنا

﴿کیونکہ تمہارے محاسن اور خوبیاں ہمارے دلوں نے دیکھ لی ہیں۔ تب ہم بیدار رہتے ہیں اگرچہ نیند کی حالت میں ہم غفلت کا شکار ہوتے ہیں۔﴾

لمتنا اسیً من بعدکم و صبابة ‏ ‏ ‏ ولکن فی المعنی معانیکم معنا

﴿تمہاری دوری ہمارے لئے بری موت اور نہایت تنگ دلی کا باعث ہے۔ ہاں البتہ تمہارے محاسن کی یاد کی قید میں رہنا ہماری زندگی ہے۔﴾

یحرکنا ذکر الاحادیث عنکم ‏ ‏ ‏ و لولا ھواکم فی الحشاما تحرکنا

﴿یہی چیز تم سے احادیث مبارکہ نقل کرنے کا ہمارے لئے باعث بن جاتی ہے۔ اگر تمہاری محبت قلب و جگر میں نہ ہوتی تو ہمیں بھی کسی قسم کی جنبش نہ ہوتی۔﴾

کسی نے ان اشعار کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔ (از مترجم):

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا ‏ ‏ ‏ دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

اسی طرح ایک صاحب کہتے ہیں:

اخلای ان شط الحبیب و ربعه ‏ ‏ ‏ و عز تلاقیه و ناءت منازله

﴿دوستو! اگرچہ محبوب اور اس کا گلی کوچہ دور ہے اور ان کا دیدار دشوار اور ان کے مکانات دور ہیں۔﴾

و فاتکم ان تنظروه بعینکم ‏ ‏ ‏ فما فاتکم بالسمع هذی شمائله

﴿اور انہیں اپنی نگاہ سے دیکھنا تم سے رہ گیا ہے تو خبردار! تم سے آنحضرت ﷺ کے ان شمائل و خصائل مبارکہ کا سننا نہیں رہنا چاہیے۔﴾ (مقدمہ ختم ہوا)

جاری ہے!!

خلیفہ ثالث ...... حضرت سیدنا عثمان غنیؓ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

نام ونسب: آپ کا نام عثمانؓ، کنیت ابوعبداللہ وابوعمرو، والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروٰی تھا، قریش کی شاخ بنوامیہ سے تھے۔ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت ’’عبد مناف‘‘ میں آپ کا سلسلہ نسب حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی نانی ام حکم یا ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

قبول اسلام: آپ فطرتاً نیک، راست باز، باحیا اور ایمان دار انسان تھے۔ آپ نے استطاعت کے باوجود جہالت کے زمانہ میں شراب کو منہ نہیں لگایا۔ اسی طرح گانے بجانے، لہو ولعب اور زنا کاری سے جہالت کے زمانہ میں محفوظ رہے۔ جب رحمت عالم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ چوتھے انسان تھے، جنہیں اللہ پاک نے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ یوں ’’السّابقون الاوّلون‘‘ میں شامل ہوگئے۔ ایک روایت میں خود فرماتے ہیں: ’’جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ پر میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا، تو ہم دونوں خدمت اقدس ﷺ میں حاضری کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ رحمت عالم ﷺ خود تشریف لے آئے اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا: عثمان! میں مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں، تو خدا کی جنت قبول کر۔ فرماتے ہیں ان دو سادہ جملوں میں ایسی تاثیر تھی کہ بے اختیار میری زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوگیا۔

(الاصابہ ابن حجر عسقلانی ج۸، تذکرہ سعدیٰ بنت کریز)

حضرت رقیہؓ سے نکاح: سرور دوعالم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کردیا۔ یوں آپؓ کو شرف دامادی نصیب ہوا۔ جب رحمت دوعالم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت فرما ہوئے تو حضرت عثمان غنی بھی حضرت رقیہؓ کے ساتھ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

غزوہ بدر میں عدم شرکت: حضرت عثمانؓ اپنی جان ومال کے ساتھ تمام غزوات میں شامل رہے، سوائے غزوہ بدر کے، کیونکہ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں، تو حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی کی تیمارداری کے لئے انہیں مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم دیا۔ اور انہیں شرکاء بدر میں نہ صرف شامل فرمایا، بلکہ انہیں مال غنیمت سے حصہ بھی عطاء فرمایا۔

ذوالنورین کا لقب: حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح آپ

سے کر دیا۔ یہ وہ شرف وامتیاز تھا، جس کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کا لقب دیا گیا۔ چند برس بعد جب حضرت ام کلثومؓ کا انتقال ہوگیا تو سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا: ’’اگر میری کوئی (غیر شادی شدہ) بیٹی اور ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا‘‘۔ (فتح الباری ج۶ ص۳۳۶)

بیعت رضوان: حضور ﷺ کے حکم پر آپ اہل مکہ سے مذاکرات کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران یہ مشہور ہوگیا کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے۔ اس خبر سے صدمہ کا ہونا طبعی اور یقینی امر تھا۔ اس خبر سے متاثر ہو کر سرور دوعالم ﷺ نے جنگ کی تیاری شروع فرمادی۔ اور اس جنگ سے فرار اختیار نہ کرنے پر بیعت لی۔ تمام صحابہ کرامؓ نے بیعت کی۔ چونکہ عثمانؓ موقع پر موجود نہیں تھے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بھی بیعت کی۔ (سیرت ابن ہشام ج۳ ص۲۰۲)

اس واقعہ نے حضرت عثمانؓ کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ ایک تو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ دوسرا آپ پر اعتماد فرما کر آپ کو اہل اسلام کا نمائندہ قرار دیا۔ یہ اتنا بڑا شرف ہے کہ کوئی بھی حضرت عثمانؓ کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا۔

غزوہ تبوک کی تیاری میں حصہ: رومیوں نے جب مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا پروگرام بنایا جو اس وقت ’’سپر پاور‘‘ تھے۔ تبوک مدینہ طیبہ سے سات سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے تو حضور ﷺ نے نفیر عام کا حکم جاری فرمایا۔ کم وبیش ۳۰ ہزار کا لشکر جمع ہوگیا۔ موسم شدید تھا، تنگ دستی کا زمانہ تھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’من جهز جيش العسرة فله الجنة‘‘ یعنی جو تنگ دستی کے باوجود اس لشکر کو تیار کرے گا، اللہ پاک اسے جنت عطاء فرمائیں گے۔ تو صحابہ وصحابیات نے بڑھ چڑھ کر حصہ ملایا۔ حضرت عثمان غنیؓ چونکہ دولت مند انسان تھے۔ اس لئے آپ نے سب سے زیادہ حصہ ملایا۔ ترمذی شریف میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے اپیل کی تو حضرت عثمانؓ نے ایک سو اونٹ دیئے۔ جب دوبارہ اپیل کی تو ایک سو اونٹ کا مزید اضافہ کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ اپیل کی تو ایک سو اونٹ مزید دینے کا اعلان کر دیا۔ (ترمذی ج دوم)

اونٹوں اور گھوڑوں کے علاوہ جب آپ نے نقد رقم کی تھیلی پیش کی تو رحمت عالم ﷺ نے فرط مسرت میں اپنے ہاتھوں میں اچھالتے ہوئے فرمایا ’’ماضرّ عثمان ما عمل بعد اليوم‘‘ آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہیں پہنچائے گا۔ (ترمذی باب مناقب عثمانؓ)

جب تین ہزار کا لشکر لے کر آپ تبوک پہنچے تو معلوم ہوا کہ خبر صحیح نہیں تھی۔ آپ ﷺ تقریباً ایک ہفتہ قیام فرما کر واپس تشریف لے آئے۔ حضرت عثمان غنیؓ تقریباً تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے قدم بقدم رہے۔ حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کے مشیر خاص اور معتمد علیہ تھے۔

خلافت صدیقی میں: آپ کی یہ حیثیت عہد صدیقی وفاروقی میں برقرار رہی۔ چنانچہ آپ کا شمار ارباب حل وعقد میں ہوتا تھا۔ جن کی ہر وقت مدینہ طیبہ میں موجودگی ضروری سمجھی جاتی تھی۔ نیز حضرت عثمانؓ کو یہ خصوصیت حاصل رہی کہ آپ خلافت صدیقی میں چیف سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔ اور مملکت کی نوشت وخواند کا کام آپ سے لیا جاتا تھا۔

خلافت فاروقی میں: حضرت فاروق اعظمؓ نے جب زمام خلافت سنبھالی تو حضرت عثمانؓ کی قدر ومنزلت کو نہ صرف برقرار رکھا۔ بلکہ انہیں پہلے سے زیادہ اہمیت دی اور آپ شوریٰ کے رکن رکین رہے۔ جب فاروق اعظمؓ پر ایک ایرانی النسل غلام ابولؤلوء فیروز مجوسی نے قاتلانہ حملہ کیا۔ جس سے زخم کاری لگے اور آپؓ کا بچنا مشکل نظر آیا تو فاروق اعظمؓ نے عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ حضرات، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی اور فرمایا ان میں جسے چاہو خلیفہ بنالو کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان تمام سے راضی تھے۔

انتخاب خلافت: ان چھ بزرگوں کو نامزد کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب کر لینا۔ دو دن تک مجلس مشاورت جاری رہی، لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد پھر یہ بزرگ سر جوڑ کر بیٹھے۔ حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے حق میں، حضرت طلحہؓ حضرت عثمانؓ کے حق میں اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ میں بھی اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ آپ دونوں حضرات معاملہ میری صواب دید پر چھوڑ دیں۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یوں حضرت عثمان امیر المؤمنین منتخب ہو گئے۔

فتوحات وتوسیع مملکت: آپ نے اپنے دور میں عدل وانصاف کا دور دورہ قائم کیا، مالیاتی نظام قائم کیا، احتساب کا محکمہ قائم کیا، حدود وتعزیرات کے نفاذ میں احتیاط برتی، مسجد نبوی کی توسیع وتزئین کی، نیز افادہ عامہ کے بہت سے کام کئے، قضاء کا محکمہ پہلے سے چلا آرہا تھا اس کے لئے اصول وضوابط قائم کئے اور پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

فتنہ کبریٰ: ۳۰ ہجری میں مدینہ طیبہ کے قریب ’’بیرِ اریس‘‘ نامی کنویں کے منڈھیر پر تشریف فرما تھے کہ وہ مہر نبوت جس سے حضور ﷺ اپنے مکتوبات پر مہر لگایا کرتے تھے، آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہی۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو چھ سال تک آپ کے پاس رہی اور آپ اس سے

مہر لگاتے رہے کہ وہ کنویں میں گر گئی، کنویں کا تمام پانی نکالنے کے باوجود مہر نہ ملی۔ اس مہر مبارک کے گم ہونے کے بعد نظام مملکت میں خلل آنا شروع ہوگیا۔ گویا برکات نبوت اٹھنا شروع ہوگئیں۔ پہلے چھ سال بہترین کامیابی سے گزرے۔ اسلامی فتوحات کا سیل رواں رہا۔ ممالک اسلامیہ میں امن وامان اور خوشحالی کا دور دورہ رہا۔ مہر نبوت گم ہونے سے فتنوں کا آغاز ہوگیا۔ آپ اور آپ کے عمال پر نکتہ چینیاں شروع ہوگئیں۔ عبداللہ بن سبا اور اس کے رفقاء نے اپنے بغض وعناد، نفرت وعداوت کے جذبات کی تسکین کے لئے اکابر امت اور اصحاب رسول اور آپ کے عمال کے خلاف بہتان طرازیاں، افتراء پردازیاں اور الزام تراشیاں شروع کر دیں۔ اور اس کے لئے دو محاذ قائم کئے۔ ایک سیاسی، دوسرا مذہبی۔ سیاسی محاذ تو یہ کہ حضرت عثمانؓ اور ان کے عمال کے خلاف بے سروپا الزامات لگانا شروع کر دیئے۔ مذہبی محاذ یہ کہ اسلام کے عقائد میں تحریف وتبدیلی کی جائے۔ چنانچہ اس نے ''الوہیت علیؓ'' کا عقیدہ گھڑا۔ اور تحریف قرآن کا بھی۔ جہاں تک پہلے محاذ کا تعلق ہے، امام مظلومؓ نے ان الزامات کے خلاف حضرت محمد بن مسلمہؓ کو کوفہ میں، عبداللہ ابن عمرؓ کو شام میں، اسامہ بن زیدؓ کو بصرہ میں اور عمار بن یاسرؓ کو مصر میں بھیجا۔ مذکورہ بالا کبار صحابہ کرامؓ نے اپنے مفوضہ علاقوں کی رپورٹیں پیش کیں جو صحیح تھیں۔

گورنروں کی مجلس مشاورت: طبری کی روایت ہے کہ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے گورنروں کو طلب کیا۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ، حضرت امیر معاویہؓ، عبداللہ بن سعدؓ، عمرو بن العاصؓ، سعید بن العاصؓ شریک مشورہ ہوئے تو امام مظلوم نے فرمایا: ''یہ شکایات کیسی ہیں واللہ مجھے خوف ہے کہ ان کے ذمہ دار تم ہو اور خمیازہ مجھے بھگتنا پڑے گا۔'' تمام گورنروں نے شکایات سے برأت کا اعلان کیا۔ اور فتنہ کے تعاقب کے لئے اپنی اپنی آراء پیش کیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا: ''ہر کام کا ایک دروازہ ہوتا ہے جہاں سے وہ نکلتا ہے، اور یہ امر جس کا امت پر خطرہ ہے، بہرحال ہونے والا ہے۔ اور وہ دروازہ جو اس وقت تک بند ہے اور متابعت (شریعت) کی وجہ سے رکا ہوا ہے۔ خدا کی قسم یہ دروازہ بہرحال کھلے گا۔ اور خدا کی قسم فتنہ کی چکی چلے گی۔ عثمانؓ کے لئے یہ سعادت کا مقام ہے کہ مر جائے اور اس چکی کو حرکت نہ دے۔'' اس کے بعد یہ مجلس برخواست ہوگئی۔ (طبری ج سوم ص۱۸۰)

حضرت امیر معاویہؓ نے اجازت لیتے ہوئے عرض کیا: امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ آپ پر حملہ ہو، آپ میرے ساتھ شام چلیں۔ فرمایا کسی قیمت پر جوار رسول نہیں چھوڑ سکتا۔ اگرچہ اس میں میرا رشتہ حیات منقطع ہو جائے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے عرض کیا کہ آپ اور اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے شام سے فوج بھیج دوں۔ فرمایا میں مدینہ میں فوج ٹھہرا کر ہمسائیگان رسول اور اہل دار ہجرت والنصرت کے رزق میں تنگی

نہیں کرسکتا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا کہ آپ کے ساتھ فریب کیا جائے گا اور آپ پر حملہ ہوگا۔ فرمایا: ’’حسبی اللہ ونعم الوکیل۔‘‘ (طبری ج سوم ص۳۸۲)

اس دوران سبائی کوفہ، بصرہ، مصر سے دھڑا دھڑ مدینہ طیبہ آنا شروع ہوگئے اور اصحاب کبارؓ سے ملاقاتیں کرکے حضرت عثمانؓ اوران کے عمال کی شکایتیں کرنے لگے۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضیٰؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا زبیرؓ نے انہیں دھتکار دیا۔

مسجد نبوی کی توہین اور امام مظلوم پر حملہ: جمعہ کے دن حضرت عثمانؓ مسجد میں تشریف لے آئے، جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا اور باغیوں کو خدا کا خوف دلایا۔ تو باغیوں نے سنگ باری شروع کردی۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ لوگوں نے آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر پہنچادیا۔ (البدایہ والنہایہ، ج۷، ص۱۷۶)

عصاء نبوی کو توڑ دیا گیا: ابن جریر راوی ہیں کہ جس عصا مبارک کو لے کر نبی کریم ﷺ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، ان کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ بھی وہ عصاء لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جہجاہ غفاری نے وہ عصا چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ (طبری ج سوم ص۴۰۰)

قصر خلافت کا محاصرہ: علامہ ندوی لکھتے ہیں: ’’حضرت عثمانؓ کے انکار پر مفسدین نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کرلیا۔ جو چالیس دن تک مسلسل قائم رہا۔ اس عرصہ میں اندر پانی تک پہنچانا جرم تھا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے ساتھ کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر حضرت عثمانؓ تک پہنچنے کی کوشش کی، حرم محترم نبوی ﷺ کا پاس ولحاظ تک نہ کیا گیا۔ اور بے ادبی کے ساتھ مزاحمت کرکے واپس بھیج دیا گیا۔

اور محاصرہ اتنا شدید تھا کہ آپ کا پانی تک بند کردیا گیا۔ چالیس دن تک امام مظلوم کا محاصرہ رہا۔ اس دوران قتل کی وارداتیں بھی ہوئیں۔ آپ کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ امام مظلوم صبر واستقامت کا پیکر بنے رہے۔ آپ چاہتے تو باغیوں کا نام ونشان مٹادیتے، لیکن آپ نے مدینۃ الرسول کا احترام برقرار رکھا۔ اصحاب رسول نے عقبی حصہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جانے کی تجویز پیش کی۔ لیکن آپ نے ہمسائیگی رسول ﷺ کو چھوڑنا گوارہ نہ فرمایا۔ نہ ہی افواج وعمال کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔

باغیوں نے آپ کے گھر کے دروازے کو آگ لگادی۔ گھر میں موجود نوجوان صحابہ کرامؓ نے لڑنے کی اجازت طلب کی، آپ نے سختی سے منع فرمادیا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حسنین کریمینؓ کو آپ کی حفاظت کے لئے مامور فرمایا۔ آپ نے آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں فرمایا کہ مسجد نبوی کی توسیع کس

نے کی؟ بیر رومہ خرید کر کے مسلمانوں کے لئے کس نے وقف کیا؟ جیش العسرہ کو کس نے تیار کیا؟ حدیبیہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ کا سفیر بن کر کون گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے کس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا؟ لوگوں نے یہ فضائل تسلیم کئے۔

جس دن شہادت ہونے والی تھی، آپ نے روزہ رکھا۔ جمعہ کا دن تھا، خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمرؓ تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں: عثمان جلدی کرو، تمہارے افطار کے ہم منتظر ہیں۔ بیدار ہوئے تو حاضرین سے خواب کا تذکرہ فرمایا۔ اور اہلیہ محترمہ سے فرمایا میری شہادت کا وقت آ گیا ہے۔ باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ انہوں نے عرض کیا امیر المؤمنین ایسا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا میں یہ خواب دیکھ چکا ہوں۔ اپنے بیس غلاموں کو بلا کر آزاد کر دیا۔ پھر پائجامہ منگوا کر پہنا، حالانکہ کبھی نہیں پہنا تھا۔ اور قرآن کھول کر تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ (خلفاء راشدین ص۲۳۴)

آخر وہ گھڑی آن پہنچی، جس کا عہد رسالت سے آپ کو انتظار تھا۔ مولانا ندوی لکھتے ہیں۔ باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا۔ حضرت حسنؓ جو دروازے پر متعین تھے، زخمی ہو گئے۔ چار باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھ گئے۔ کنانہ بن بشیر نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کی لٹھ اس زور سے ماری کہ پہلو کے بل گر پڑے۔ اس وقت زبان پر جاری تھا: ''توکلت علی اللہ'' کسی بدبخت نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ اور آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ قرآن پاک سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خون ناحق نے جس آیت کو خون آلود کیا وہ آیت یہ ہے: ''فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔'' (سورۃ البقرہ)

امام مظلوم نے ایسے مصائب برداشت کئے جو پہاڑ پر ڈالے جاتے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ لیکن امام مظلوم نے نہایت خندہ پیشانی سے وہ برداشت کئے اور شہادت کے عظیم الشان رتبہ کو حاصل کیا۔ آپ ۱۸؍ذوالحجہ ۳۵ ہجری کو شہید کئے گئے۔

نوٹ: یہ مضمون مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی تصنیف عثمان ذوالنورینؓ اور شہادت امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورینؓ مصنفہ امام اہل سنت حضرت سید نور الحسن بخاری سے تلخیص کیا گیا ہے۔

خطبہ جمعۃ المبارک ٹوبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمالیہ کے زیر اہتمام ۱۲ جون ۲۰۲۰ء کا خطبہ جمعہ جامع مسجد خضری ذیشان کالونی کمالیہ میں حضرت مولانا اللہ وسایا نے ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں مولانا عبید الرحمٰن ضیاء کمالیہ کی قبر پر فاتحہ کے بعد صاحبزدگان مولانا راشد، مولانا ابوبکر، مولانا حسن ضیاء وغیرہم سے اظہار تعزیت فرمائی۔

ذوالحجہ کے فضائل واحکام

مولانا مفتی محمد فہیم

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارہواں قمری مہینہ ہے،اس میں ح کو مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔مگر (ج) بہر صورت مشدّد ہے۔(ح) کے مفتوح ہونے کی صورت میں حج والے مہینے کے ہیں اور (ح) کے مکسور ہونے کی صورت میں اس کے معنی سال کے ہیں۔

جیسے قرآن مجید میں آتا ہے:علی ان تاجرنی ثمانی حجج: (القصص:۲۷)

﴿اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس۔﴾ (تفسیر عثمانی:ص۵۱۷)

یہ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اس شرط پر کہ آپ میری آٹھ سال خدمت کریں۔چونکہ اس مہینے کے اختتام پر ایک اسلامی سال مکمل ہو جاتا ہے اس لئے اس کو ذوالحج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ماہ ذی الحجہ کی فضیلت

ذوالحجہ کا مہینہ چار برکت اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔اس مبارک مہینے میں کثرت نوافل،روزے،تلاوت قرآن،تسبیح وتہلیل،تکبیر وتقدیس وغیرہ اعمال کا بہت بڑا ثواب ہے اور بالخصوص اس کے پہلے دنوں کی اتنی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ کی دس راتوں کی قسم فرمائی ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:والفجر،ولیال عشر،والشفع والوتر،واللیل اذا یسر .الفجر: ۱تا۴ ﴿قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور اس رات کی جب رات کو چلے۔﴾ (تفسیر عثمانی:ص۹۸۷)

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے۔

۱...... حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول خداﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نیک عمل اس میں ان ایام عشرہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں،مگر وہ مرد جو اپنی جان اور مال لے کر نکلا اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔ (رواہ البخاری)

۲...... حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپﷺ نے ارشاد فرمایا ذی الحجہ کے

ان (ابتدائی) دنوں میں ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک رات کا قیام سال کے قیام کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ماہِ ذی الحجہ کے احکام

قرآن وسنت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینے میں دس خصوصی احکام ہیں:

۱...... حج بیت اللہ: جو صرف اسی مہینے میں ادا کیا جاتا ہے۔

۲...... قربانی: صاحب استطاعت پر واجب ہے اور یہ صرف اسی مہینے کے تین دنوں میں کی جاسکتی ہے

۳...... عیدالاضحیٰ: قربانی، نماز، خوشی اور اللہ پاک کی طرف سے اپنے بندوں کی دعوت کا دن اسی مہینے میں ہے

۴...... تکبیرات تشریق: اس مہینے کے پانچ دنوں میں ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے تکبیر واجب ہے۔

۵...... عشرہ ذی الحجہ کے روزے: یعنی اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھنے کا خصوصی اجر ہے۔

۶...... یوم عرفہ کا روزہ: اس مہینے کی نو تاریخ جو یوم عرفہ کہلاتی ہے اس کے روزے کا خاص اجر ہے۔

۷...... چار ایام میں روزے کی حرمت: یعنی اللہ تعالیٰ نے پورے سال میں جن پانچ دنوں کا روزہ حرام قرار دیا ہے ان میں سے چار دن اس مہینے کے ہیں۔

۸...... لیالی عشر کی فضیلت: یعنی اس مہینے کی پہلی دس راتوں کی خاص فضیلت ہے۔

۹...... بال وناخن نہ کٹوانا: یعنی جن افراد نے قربانی کرنی ہو ان کے لئے مسنون ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی ذبح ہونے تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشیں۔

۱۰...... معاصی (گناہوں) سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا: چونکہ یہ مہینہ حرمت والا مہینہ ہے اس لئے اس میں ظلم اور گناہ سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا قاری سخی محمد ساہیوال کا سانحہ ارتحال

جامع مسجد بلال فرید ٹاون ساہیوال کے امام مولانا قاری سخی محمد صاحب مورخہ ۲۴ جون ۲۰۲۰ء کو قضاء الٰہی سے انتقال کر گئے۔ مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور کارکنوں سے والہانہ محبت رکھتے تھے کم وبیش تیس ۳۰ سال تک اسی مسجد میں امامت کے منصب پر فائز رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے راہنماؤں مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا نور محمد، محمد آصف راجپوت اور محمد اسلم بھٹی نے آپ کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطاء فرمائے۔ آمین!

نسبت قائم ہے

مولانا اللہ وسایا

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر تھے۔ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ زیر بحث آیا۔ قادیانیوں نے اسمبلی میں اپنا محضرنامہ پیش کیا۔ اس کے مقابلہ میں ''مؤقف ملت اسلامیہ'' اسمبلی میں جمع کرانا تھا۔ جس میں قادیانیوں کے محضرنامہ کا جواب بھی آجائے۔ اس کی تیاری کے لئے کئی حضرات کے بلانے کا فیصلہ ہوا۔ ان میں پاکستان کے موجودہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کا نام بھی تھا، تو حضرت شیخ بنوری نے پاکستان کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو فون کیا کہ مولانا تقی صاحب کو اسلام آباد جانے کی اجازت دیں۔ حضرت مفتی صاحب نے دل وجان سے اجازت دی تو حضرت بنوری نے فی البدیہہ ان سے فرمایا کہ مقدمہ بہاول پور کی تیاری کے لئے حضرت الاستاذ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب آپ کو ساتھ لے کر گئے تھے۔ آج آپ کی جگہ اسی طرح کے کیس کی تیاری کے لئے آپ کے صاحبزادہ مولانا تقی صاحب ہیں۔ نسبت قائم ہے۔ آخری جملہ سن کر حضرت مفتی صاحب اور حضرت بنوری پر جو کیفیت طاری ہوئی ہوگی قارئین اس کا اندازہ خود فرمالیں۔ آج کی مجلس میں راقم نے عنوان مضمون کے لئے اسی جملہ (نسبت قائم ہے) کا انتخاب کیا ہے۔ اس پر چند شواہدات عرض کرتا ہوں:

مشہور زمانہ ''مقدمہ بہاول پور'' ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد میں ایک اہم کردار کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ فیصلہ ۱۹۳۵ء میں ہوا تھا۔ اب ۲۰۲۰ء تک پچاسی سال بیت چکے۔ اس عرصہ میں مکمل مقدمہ کی کارروائی تین جلدوں میں صرف دوبار شائع ہوئی۔ اب تو عرصہ سے نایاب ہے۔ متعدد رفقاء کرام کے اصرار وتوجہ دلانے پر تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع کرنے کے کام کا آغاز ہوا۔ اللہ رب العزت کی رحمت نے دستگیری فرمائی کہ اب تصحیح اغلاط کے بعد اسے پریس بھجوانے کا مرحلہ چل رہا ہے۔ مدعا علیہ قادیانی کا مختار جلال الدین شمس قادیانی تھا اور مسلمان مدعیہ کے مختار حضرت مولانا ابوالوفاء نعمانی شاہ جہانپوری تھے۔ آپ نے تسلسل کے ساتھ سالہا سال اس مقدمہ کی پیروی کے جو مراحل طے کئے۔ وہ صرف آپ کا حصہ ہے جو قدرت حق نے ازل سے آپ کے لئے مقدر فرمایا تھا۔ قادیانی مختار مدعا علیہ کی جواب جرح کا آپ نے جواب الجواب عدالت میں جمع کرایا۔ جس کے بعد پھر فیصلہ ہونا تھا۔ گویا اس مقدمہ میں آخری بنیادی مرحلہ

صرف اور صرف حضرت مولانا ابوالوفاء نعمانی شاہ جہانپوری سے حق تعالیٰ نے سر کرایا۔ زہے مقدر!

اس مقدمہ کی روئیداد کی کمپوزنگ کے موقع پر ضرورت پیش آئی کہ مولانا ابوالوفاء مرحوم کے مختصر مگر جامع حالات زندگی مل جائیں تو وہ مولانا مرحوم کے جواب الجواب جرح کی ابتداء تیسری جلد کے آغاز میں شامل کر دیئے جائیں۔ مولانا مرحوم کے سوانح کی تلاش میں قدیم وجدید پاک وہند کی جو کتابیں اس موضوع کی تھیں۔ ان کو کھنگال مارا۔ مگر سوائے چند سطور کے کچھ میسر نہ آیا۔ اس مشکل کی حل کے لئے ہمیشہ کی طرح اب بھی دیوبند کے فاضل اجل حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے استدعاء کی۔ کرونا وباء کی مشکلات کے باوجود آپ اس کام کے لئے ساعی ہوئے۔ انہیں بھی شائع شدہ یکجا مولانا ابوالوفاء مرحوم کی سوانح کے عنوان پر کچھ نہ ملا۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور کو سامنے رکھیں تو پچاسی سال بعد۔

مولانا ابوالوفاء کی دارالعلوم دیوبند کی فراغت کی تاریخ کو سامنے رکھیں تو سو سال بعد۔

مولانا مرحوم کی وفات کے سال ۱۹۸۰ء کو سامنے رکھیں تو چالیس سال بعد (۲۰۲۰ء میں) مولانا مرحوم کی سوانح کو تلاش کرنا کتنا دشوار امر تھا۔

مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی کامیاب جدوجہد، سعی مشکور، عمل مقبول اور ذوق وجنون نے ہمالیہ کی چوٹی کو سر کیا اور ساحل مراد پر ان کی کشتی ایسی کامیابی سے اتری کہ واقفین وقدردان عش عش کر اٹھیں گے۔ آپ نے پہلے ۱۶ پھر ۱۸ پھر ۲۰ صفحات پر مشتمل مضمون بھیجا معلومات ملتی گئیں۔ آپ اضافے کرتے گئے۔ بڑے سائز کے بیس صفحات پر مضمون ''تابدار موتیوں کا حامل گلدستہ معلومات'' مرتب کرنے پر آپ مبارکباد اور تحسین کے مستحق ہیں۔ امت پر حضرت مولانا ابوالوفاء شاہ جہانپوری کے احسانات کا تقاضہ تھا کہ اپنے محسن کے حالات سے آج کی امت کا طبقہ باخبر ہو۔ سو یہ فرض وقرض آپ نے اتار دیا۔ گرانقدر معلومات پر مشتمل یہ مضمون روئیداد مقدمہ بہاولپور کی قدرومنزلت میں شاندار اضافہ کا باعث ہوگا۔ اس کتاب کی تیاری کے لئے تین ایسے شاندار حسن اتفاق ہوئے کہ مسرت سے جسم کی بوٹی بوٹی پھڑ پھڑا اٹھی۔

۱...... مولانا ابوالوفاء شاہ جہانپوری نے ۱۰؍مئی ۱۹۳۴ء کو بہاولپور میں اپنا جواب الجواب جمع کرایا۔ اس کے پروف ریڈنگ کے اتمام کی بھی اتفاق سے تاریخ ۱۰؍مئی ۲۰۲۰ء تھی اور یہ کام بھی بہاولپور میں مکمل ہوا۔ تاریخ ومقام کا توافق عجیب اتفاق ہے۔

۲...... مقدمہ بہاولپور کا فیصلہ ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو صادر ہوا۔ اس مقدمہ کے سب سے بڑے وکیل مولانا شاہ جہانپوری کی بھی ۷؍فروری ۱۹۸۰ء کو تدفین ہوئی۔ گویا مولانا مرحوم کی جدوجہد کے نتیجہ (فیصلہ مقدمہ) اور حصول انعام کی ایک ہی تاریخ یعنی ۷؍فروری ہے۔

۳...... مولانا ابوالوفاء کی دارالعلوم دیوبند سے فراغت اور مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے آپ کے سوانح پر مضمون کو پورے سو سال بنتے ہیں۔ لیجئے! آپ تین باتوں کو ’’حسن اتفاق‘‘ قرار دیں یا ’’قدرت کی دین‘‘ لیکن کامیابی اور قبولیت عمل کا نتیجہ یا نسبت کا قائم ہونا وہ سو فیصد واضح ہے۔

۴...... اسی طرح غالباً مئی ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے اپنے چینل سے ایک ہفتہ وار پروگرام کے آخر پر مسلمانوں سے سوال کرکے ان سے جواب مانگا۔ ان کے دو پروگراموں کے اختتام پر چار سوال آچکے تو لاہور کے دوستوں نے تقاضہ کیا کہ فقیر ان کے جوابات ریکارڈ کرائے۔ انہوں نے سوال بھجوادیئے۔ فقیر نے جوابات ریکارڈ کرادیئے۔ اس کے بعد فوری اعتکاف شروع ہوگیا تو اعتکاف کے دوران اطلاع ملی کہ قادیانیوں نے فقیر کے بیان کے جواب میں دو گھنٹہ کا پروگرام کیا ہے۔ فقیر نے جواباً عرض کیا کہ عید کے بعد دیکھیں گے۔ اعتکاف میں ان کے بیان کو سننے جواب ریکارڈ کرانے پر طبیعت آمادہ نہ ہوئی۔ عید کے بعد گھر پر تین چار روز مصروفیت رہی۔ ملتان دفتر حاضری پر شعبہ تبلیغ کے رفقاء کی میٹنگ تھی۔ چار پانچ دن اس کی مصروفیت رہی۔ اس کے بعد رفقاء سے درخواست کی۔ قادیانی حضرات کے اس وقت تک سات سوالات آچکے تھے۔ جن میں سے غالباً تین سوالات کے جوابات فقیر نے ریکارڈ کرائے تھے۔ اب خیال ہوا کہ ان تمام سوالات کے جوابات تحریر کرکے کمپوز کرالیں۔ پھر ان کی ریکارڈنگ ہوجائے۔ شام تک ان دونوں مراحل سے فراغت ہوگئی۔

اگلے روز غالباً ۷؍جون ۲۰۲۰ء کو ساتھیوں نے بتایا کہ قادیانیوں کے مزید دو سوالات آگئے ہیں۔ فقیر نے وہ منگوائے۔ جوابات لکھے۔ کمپوز کرائے۔ گویا اس وقت تک جو قادیانی سوالات آئے وہ نو تھے۔ تمام سوالات کے ہی جوابات تحریر کردیئے۔ ان قادیانی سوالات کے بعد اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں پر نو سوالات مرتب کئے۔ جن میں قادیانی حضرات سے مطالبہ کیا گیا کہ آپ کے سوالات کے ہم نے جوابات دیئے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ان سوالات کے جوابات دیں۔ رفقاء نے فیصلہ کیا کہ یہ تمام سوالات وجوابات عالمی مجلس کے ماہوار آرگن ’’لولاک‘‘ ملتان میں شائع بھی کردیں۔ چنانچہ جس دن یہ تمام دستاویز اشاعت کے لئے بھجوانا تھی اسی دن فقیر کو رحیم یار خان مولانا محمد راشد صاحب مدنی کے بھائی جناب چوہدری زاہد صاحب کے جنازہ میں شرکت کے لئے سفر کرنا ہوا۔ وہاں سے واپس ملتان حاضری ہوئی تو مجلس کی مرکزی لائبریری کے انچارج مولانا محمد وسیم اسلم صاحب نے فرمایا کہ نیٹ سے ایک رسالہ ملا ہے جس کا نام ’’حرز حقانی از حربہ قادیانی‘‘ ہے۔ اس کے مصنف مولانا عبدالمجید خان قصوری ہیں اور یہ رسالہ ستمبر ۱۹۲۱ء میں دہلی سے شائع ہوا تھا۔ جس کے چالیس صفحات ہیں۔ مصنف اور رسالہ کا تعارف تو ’’گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ‘‘ ج ۳ کے ص ۱۴۷ پر موجود تھا، لیکن ہماری لائبریری میں رسالہ موجود نہ تھا۔ فقیر کی

درخواست پر مولانا محمد وسیم اسلم صاحب نے نیٹ سے رسالہ کے صاف ستھرے پرنٹ لئے۔

قارئین یقین فرمائیں محض قدرت کی دین ہے کہ جس دن قادیانیوں کے نوسوالات کے جوابات اور قادیانیوں پر مزید نوسوالات مرتب کر کے اشاعت کے لئے بھجوائے۔ اسی روز یہ رسالہ ملا۔ بعینہٖ وہی صورت حال اس لئے کہ قادیانی رسالہ ''حربہ قادیانی'' میں فرید آباد کے قادیانی منشی محمد حسین نے پچپن سوالات مسلمانوں سے کئے تھے۔ مولانا عبدالمجید خان نے بھی قادیانی پچپن سوالات کے جوابات دے کر اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں پر پچپن سوالات کئے۔ یہ ۱۹۲۱ء کی بات ہے۔ ٹھیک اس کے سو سال بعد ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں کے نوسوالات کے جوابات کے ساتھ ان سے نوسوالات کئے گئے۔ ایک صدی بعد ایک ہی عنوان ایک ہی انداز جواب پر اس رسالہ کا اسی دن ملنا جس دن نوسوالات کے جوابات پریس بھجوائے گئے۔ اسے حسن اتفاق فرمائیں، قدرت کی دین یا نسبت قائم ہے یہ آپ کے ذمہ، فقیر نے تو واقعہ عرض کر دیا ہے۔ بہت مناسب ہوگا کہ آپ سے یہ بھی عرض کیا جائے کہ حضرت شیخ الہند کے شاگرد رشید مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند نے قادیانیوں سے ایک سو چالیس سوالات کئے تھے۔ مولانا عبدالمجید خان جو حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کے خلیفہ تھے۔ آپ نے قادیانیوں سے متذکرہ رسالہ میں پچپن سوالات کئے۔ فقیر نے ''قادیانی شبہات کے جوابات'' کی تیسری جلد میں قادیانیوں سے ایک سو دو سوال کئے۔ اب اس تازہ مضمون میں فقیر نے قادیانیوں سے نوسوالات کئے ہیں۔ یہ تین سو چھ سوالات مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں کے ذمہ ہیں۔ البتہ قادیانیوں کے سوالات کا قرض ہم اتار چکے۔

لیجئے! ان تین سو چھ سوالات کو ایک ساتھ شائع کرنے کا بھی وعدہ رہا۔ ہاں! یاد آیا۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے بھی قادیانیوں سے سوالات ایک تصنیف میں کئے ہیں۔ اسی طرح مولانا محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ میں پچاس سوال قادیانیوں سے کئے ہیں۔ امت کی اس ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد کو ''احتساب قادیانیت'' کی ساٹھ جلدوں میں جتنا جمع کر پائے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اب ''محاسبہ قادیانیت'' کی آٹھ جلدیں شائع ہوگئیں۔ مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ردقادیانیت کی کتب کی فہرست بھجوائی ہے۔ اس میں دو سو کے قریب کتب ایسی ہیں جو ہمارے پاس نہیں۔ وہ مل گئیں تو محاسبہ بھی احتساب کے برابر چلا جائے گا۔ اب حال ہی میں ''قادیانی مذہب'' کا جدید ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ ''مقدمہ بہاول پور کی روئیداد'' تین جلدوں میں جدید حوالہ جات سے مزین کمپیوٹر ایڈیشن آیا چاہتا ہے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے ایک سو سال قبل ''اشاعۃ السنۃ'' میں قادیانیوں کے خلاف جو تحریر فرمایا اس کی جمع ترتیب مکمل ہو کر کمپوزنگ ہو رہی ہے۔ یوں کام آگے بڑھا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ نسبت قائم ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف کی رحلت

مولانا اللہ وسایا

۱۴ر جون ۲۰۲۰ء حضرت مولانا عبدالرؤف اسلام آباد میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!
مولانا عبدالرؤف صاحب کے والد گرامی کا نام محب الحق تھا، جو ہشتنگر پشاور کے رہنے والے تھے، بعد میں بٹہ الائی بٹگرام آپ کا خاندان منتقل ہوا۔ یہاں پر ۱۹۳۵ء کو آپ پیدا ہوئے۔ اپنے گھر اور پھر علاقہ میں تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ کے ماموں سید سلیمان شاہ آپ کو اپنے ہمراہ لاہور لائے۔ نیلا گنبد انارکلی کی مسجد میں اوقاف کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ کافیہ، مرقات تک یہاں کتابیں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں شرح جامی، اصول الشاشی تک کتب پڑھیں۔ اس کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۶ء میں یہاں سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا رسول خان، مولانا ضیاء الحق، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا غلام احمد، مولانا عبیداللہ اشرفی آپ کے اساتذہ حدیث میں شامل ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، قاری حسن شاہ، قاری فضل ربی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ آپ کے ہم درس تھے۔

دورہ حدیث شریف کے بعد حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے دورہ تفسیر پڑھا۔ اپنے مادر علمی جامعہ اشرفیہ میں معین مدرس کے طور پر تدریس کا آغاز کیا۔ جامعہ فتحیہ اچھرہ، اشاعت القرآن ڈگری، دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار خان، جامعہ فرقانیہ کولہ ٹی بازار راولپنڈی میں پڑھاتے رہے۔ جامعہ علوم شرعیہ اسلام آباد، جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ پنڈی۔ ایسے مدارس میں اس وقت چار جگہ بخاری شریف پڑھا رہے تھے۔ آپ کی تدریس کا زمانہ چھ دہائیوں پر مشتمل ہے۔ کریما سے بخاری شریف تک تمام کتب بار بار پڑھائیں۔ وفات کے وقت اسلام آباد راولپنڈی اس حلقہ میں شیخ الحدیث آپ کے نام کا حصہ بن گیا تھا۔ یہی نام آپ کی پہچان تھا، جو واقعہ کے اعتبار سے بھی سو فیصد صحیح تھا۔

اسلام آباد جمعیۃ علماء اسلام کے بارہا امیر منتخب ہوئے۔ جمعیۃ کی مرکزی شوریٰ کے بھی آپ رکن تھے۔ متحدہ مجلس عمل اسلام آباد کے بھی صدر رہے۔ ۲۰۰۴ء سے دم واپسیں عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور اسلام آباد عالمی مجلس کے امیر رہے۔ وفات کے وقت جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے۔ حق تعالیٰ نے مذہبی اور سیاسی اعتبار سے آپ کو وقیع منصب نصیب فرمایا تھا۔

مولانا عبدالرؤف انتہائی منکسر المزاج، فرشتہ خصلت انسان تھے، حق تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں کا مرکز بنایا تھا۔ جامعہ مسجد حنفیہ اسلام آباد کے بانی اور خطیب تھے، یہیں سے آپ کا جنازہ اٹھا۔ مولانا

عبدالرؤف خیر کے تمام کاموں میں پیش پیش ہوتے تھے، صاحب وصائب الرائے تھے، کم گو تھے۔ اس دھرتی پر ان کے وجود کو عالم ربانی کا درجہ حاصل تھا۔ ایک بار گلگت سے اطلاع ملی کہ وہاں پر قادیانیوں نے پاؤں جمانا شروع کئے ہیں۔ مرکزی شوریٰ نے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی قیادت میں دو رکنی وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ فقیر راقم آپ کے ہمراہ تھا، تب قریباً ۵ روز وہاں تبلیغ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ کمشنر گلگت سے ملنا ہوا۔ مقامی علماء کرام ہمراہ تھے۔ مولانا عبدالرؤف صاحب کے تحرک سے وہاں سے قادیانیت دم دبا کر ایسی بھاگی کہ واپس دوبارہ دیکھنے کی جرات نہیں کر پائی۔ بٹ گرام سے آزاد قبائل اور اسلام آباد راولپنڈی کے بلاشبہ ہزاروں علماء آپ کا صدقہ جاریہ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کی ایسی مخلصانہ جدوجہد کی مثال پیش فرمائی جس کا تسلسل قائم رکھنا دل گردے کا کام ہے۔ آپ کا خلا مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔ آپ ایثار واخلاص، استقلال واستقامت کی ایسی مثال قائم کر گئے ہیں جو آپ ہی کے شایان شان تھی۔ ان کا وجود تاریخ کا ایک سنہری باب تھا۔ جوان کی وفات پر ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

حضرت قاری محمد انور صاحب کی رحلت

دارالعلوم ربانیہ پھلور کے نائب مہتمم وناظم اعلیٰ قاری محمد انور صاحب ۱۲؍ جون ۲۰۲۰ء کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ٹوبہ ٹیک سنگھ چک نمبر ۲۵۷ گ ب کے رہائشی جناب چوہدری شاہ محمد صاحب تھے۔ جنہیں اللہ رب العزت نے دینی ودنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ نے پاکستان بننے سے بھی قبل ۱۹۴۰ء میں دارالعلوم ربانیہ کا چک نمبر ۲۵۷ میں سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۴۶ء میں اس جامعہ کو مین روڈ اڈہ پھلور کے قریب بستی ریاض المسلمین میں منتقل کیا گیا۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ہاتھوں سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہ دارالعلوم خالصۃً شورائی نظام پر قائم ہے۔ تین سو سے بھی زائد اس کی انجمن کی شوریٰ کے اراکین ہوں گے۔ اس کی ایک عاملہ ہے جو نظم کو چلاتی ہے۔

حضرت مولانا محمد زاہد، حضرت مولانا محمد رفیق کشمیری، حضرت مولانا نذیر احمد فضلائے دیوبند ایسے حضرات استاذ الحدیث رہے۔ مولانا عبدالغنی، صوفی حسن علی ربانی ایسے حضرات اس کے منتظم رہے۔ حضرت مولانا نذیر احمد بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد، مولانا عبدالمجید لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، مولانا عبدالمجید انور جامعہ علوم شرعیہ ایسے حضرات یہاں پڑھتے رہے۔ یہ ادارہ اس علاقہ کی پہچان ہے۔ اس کی علاقہ بھر کے چکوک میں شاخیں ہیں۔ تمام چکوک کے زمیندار، دین دار، اہل علم اس کی انجمن کے ممبران میں شامل ہیں۔ اس ادارہ کے بانی چوہدری شاہ محمد صاحب کو ۱۹۳۸ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادہ دیا جن کا نام محمد انور رکھا گیا۔ ارائیں برادری کا یہ چشم وچراغ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے چک کے اسکول میں حاصل کی۔ دارالعلوم ربانیہ سے حفظ وقرأت کی تکمیل کی۔ پھر اس اپنے مادر علمی میں پڑھانا شروع کیا۔ نصف

صدی تک آپ نے حفظ وقرأت میں خدمات سرانجام دیں۔

چوہدری شاہ محمد صاحب جہاں اس مدرسہ کے بانی تھے۔ وہاں تبلیغ کے ساتھ بھی ان کا گہرا تعلق تھا۔ پیدل جماعت کے ساتھ حج کیا۔ اس موقعہ پر مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ قدرت کے کرم کے نرالے معاملے ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کی اہلیہ اپنے بیٹے قاری محمد انور صاحب کے ساتھ حج کے لئے گئیں تو ان کا بھی مکہ مکرمہ میں وصال ہوا، اب میاں بیوی ایک ساتھ قیامت کے دن مکہ مکرمہ سے اٹھیں گے۔ قاری محمد انور صاحب کو دارالعلوم ربانیہ کی انجمن نے ناظم اعلیٰ بنایا، اب نائب مہتمم کا عہدہ بھی ان کے پاس تھا۔ آپ نے جس جرأت مؤمنانہ کے ساتھ دارالعلوم کو ترقی کی بام عروج پر پہنچایا یہ آپ کا حصہ تھا۔ دارالعلوم آج بھی تعلیم وتربیت کے جس اعلیٰ معیار کو قائم رکھے ہوئے ہے، اس میں قاری محمد انور صاحب کی دن رات کی محنت شاقہ، مخلصانہ لگن اور جذبہ صادق کا بڑا دخل ہے۔ آپ ایک نظریاتی شخص تھے۔ زندگی بھر جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے آپ اتنے قدردان تھے کہ بارہا ختم بخاری کے لئے آپ کو تکلیف دی جاتی۔ قاری محمد انور صاحب نے علاقہ بھر میں جس طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات انجام دیں، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، اس کے لئے فکرمند رہے۔ اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنس میں طلباء واساتذہ کے وفد کے ساتھ ہمیشہ تشریف لاتے تھے۔ آپ اتنے منکسرالمزاج شخص تھے کہ سٹیج پر تشریف لانا، نمایاں ہونا تو درکنار پنڈال میں جہاں جگہ ملتی، پوری کانفرنس کی کارروائی وہیں بیٹھ کر سنتے رہتے۔ پنڈال سے جہاں جو مل گیا کھا لیتے۔ ایسی فرشتہ خصلت شخصیتیں اب کہاں ملتی ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے جامعہ کے طلباء کو ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کے لئے بھیجتے، آپ کا وجود، ایک ادارہ، تحریک وتنظیم اور انتھک جہد مسلسل کا نام تھا۔ اس سال رمضان المبارک میں روزہ کے باوجود جامعہ کی طرف دوستوں کو متوجہ کرنے کے لئے متعدد اسفار کئے۔

وفات سے چند دن قبل بخار ہوا، گھر پر علاج ہوتا رہا۔ چند گھنٹوں کو ہسپتال بھی گئے۔ لیکن واپس آگئے، آخر وقت تک کسی کے محتاج نہیں ہوئے۔ سوائے آخری تین نمازوں کے کوئی نماز آپ کے ذمہ نہ تھی۔ اس اجلی سیرت واجلی صورت کے حامل انسان نے ایسے طور پر آخرت کی طرف کوچ کیا کہ دنیا سے قدم اٹھایا اور آخرت کی منزل کو عبور کرلیا۔ عاش سعیداً ومات سعیداً۔ اگلے دن جنازہ ہوا۔ کئی اضلاع کے اہل علم حضرات کے ساتھ عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جامعہ مدنیہ جدید لاہور کے شیخ الحدیث اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد حسن نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔ حق تعالیٰ حضرت قاری صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی کی رحلت

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی ۲۳ رجون ۲۰۲۰ء کو الشفاء ہسپتال راولپنڈی میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا عزیز الرحمٰن کے والد کا نام مولانا صاحبزادہ محمد ایوب تھا۔ چھپر گرام تحصیل بٹ گرام ضلع مانسہرہ میں ۲ رفروری ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے دادا مولانا صاحبزادہ عبدالمنان کے زیر سایہ تعلیم کا آغاز کیا۔ ان کے وصال کے بعد اپنے والد گرامی سے پڑھتے رہے۔ کچھ وقت کراچی گزارا۔ پھر راولپنڈی کے مختلف مدارس میں موقوف علیہ تک تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم حقانیہ دورۂ حدیث شریف میں داخلہ لیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ایسے اساتذہ سے حدیث شریف کی تعلیم مکمل کی۔ تعلیم کے دوران میں شادی بھی ہوگئی تھی۔ فراغت کے بعد چوہڑ ہڑپال راولپنڈی کی ایک مسجد میں امامت وخطابت اور پڑھانے کی خدمت پر مامور ہوگئے۔ زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب، راولپنڈی زکریا مسجد تشریف لائے تو وہاں عمومی بیعت میں آپ بھی شامل ہوگئے۔ ۱۹۷۵ء میں مقامی لوگوں کے باہمی تنازعہ کی وجہ سے آپ نے مسجد سے علیحدگی اختیار کر لی اور حجاز مقدس چلے گئے۔ اس سفر عمرہ میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی معیت کا بھی شرف حاصل کیا۔ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ الحدیث سے بیعت خصوصی کا شرف بھی نصیب ہوا۔ رمضان المبارک سہارنپور گزار کر حضرت شیخ الحدیث مسجد نور مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہوئے تو مولانا عزیز الرحمٰن کی بھی حضرت شیخ الحدیث کی خدمت پر ڈیوٹی لگ گئی۔ آپ حجاز مقدس تھے تو دوستوں نے مسجد صدیق اکبر راولپنڈی میں آپ کو لانے کے لئے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے ذریعہ کوشش کی۔ حضرت شیخ الحدیث نے بھی اجازت دے دی۔ قریباً چھ ماہ گزار کر پھر راولپنڈی آکر تعلیمی تبلیغی اصلاحی خدمات کا آغاز کیا۔

۱۴۰۰ھ کا رمضان المبارک حضرت شیخ الحدیث نے فیصل آباد دارالعلوم پیپلز کالونی مولانا مفتی زین العابدین کے ہاں گزارا۔ پورے رمضان المبارک کے دوران آپ شیخ الحدیث اور معتکفین کی خدمت کی ڈیوٹی پر رہے۔ اس اعتکاف کے تین ماہ بعد محرم ۱۴۰۱ھ میں تحریری اطلاع کے ذریعہ حضرت شیخ الحدیث نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد اپنی مسجد میں ذکرواذکار کی محافل، بیعت وارشاد اور خدمت واصلاح خلق کے کاموں میں منہمک رہے۔ رمضان المبارک کا اعتکاف حضرت شیخ الحدیث کی طرز پر اپنی مسجد میں شروع کیا۔ اس کے اثرات کا ایک زمانہ معترف ہے۔

آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے معتمد خاص اور حاضر باش خادم تھے۔ آپ نے ان کو راحت پہنچانے کے لئے سفر وحضر میں جو خدمات انجام دیں وہ قابل تقلید ہیں۔

اپنے مرشد حضرت شیخ الحدیث کو آپ دل وجان سے چاہتے تھے۔ اپنے شیخ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ عشق رسالت مآب آپ کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔ درود شریف ’’تنجینا‘‘ چھپوا کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کراتے۔ ہر بیان میں فضائل درود پر بیان کر کے لوگوں کو در مصطفیٰ ﷺ کی دربانی سے روشناس کراتے۔ بلا مبالغہ ہزارہا لوگوں کو درود شریف پڑھنے کا خوگر بنادیا۔ تحفظ ناموس رسالت کا جہاں مرحلہ آتا آپ اس کے لئے بے پناہ ہو جاتے۔ شبانہ روز کی مثالی جدوجہد سے اسے سراپا تحریک بنادیتے۔ تحفظ ناموس رسالت تحریک جو زرداری کے زمانہ میں چلائی گئی اکیلے آپ کی جدوجہد سے سات سو بسوں ویگنوں پر مشتمل قافلہ نے لاہور اسمبلی ہال کے باہر کے مظاہرہ میں شرکت کی۔ آپ جس دینی تحریک کو شروع کرتے اس میں ایسے فنا ہو جاتے کہ سراپا اس کے داعی ومبلغ بن جاتے۔ جمعیۃ علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو ہمیشہ اپنی صف اوّل کی شرکت سے سرفراز کیا۔ تحفظ ناموس اہل بیت اطہارؓ وصحابہ کرامؓ کے لئے ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اسلام آباد، راولپنڈی، چارسدہ، بنوں، مردان، پشاور، صوابی، چناب نگر، لاہور، اٹک کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت سے ممنون احسان کرتے۔ آپ کو حق تعالیٰ نے اس طرح قبولیت عامہ سے سرفراز کیا کہ برصغیر تو رہا اپنی جگہ، افریقہ تک آپ کے تبلیغی اسفار ہوتے، اعتکاف ہوتے، ہزارہا خلق خدا نے دنیا بھر میں آپ کے چشمہ صافی سے فیض یابی وسیرابی حاصل کی۔ ترنول میں دارالعلوم زکریا کے لئے وسیع قطعہ اراضی لے کر کام کا آغاز کیا۔ فلک بوس مسجد ومدرسہ، خانقاہ، مہمان خانہ کی عمارتیں کھڑی کردیں۔ وہاں پر دینی تعلیم کا آغاز کیا تو دورۂ حدیث شریف تک پہنچا کر دم لیا۔ اس ادارہ کا ترجمان ماہنامہ دارالعلوم زکریا دینی جریدہ کا اجراء کیا تو اسے ملک گیر بنادیا۔ پسماندہ لوگوں کی خدمت کے لئے ٹرسٹ کا قیام عمل میں لائے تو اس کی مخلصانہ خدمات سے زمانہ بھر نے استفادہ کیا۔ دینی مدارس کی خدمات کے حوالہ سے آگے بڑھے تو وفاق المدارس کی مرکزی عاملہ کے معزز اراکین میں جابراجمان ہوئے۔

اپنے جامعہ، خانقاہ یا ختم بخاری کی تقریب کا اجتماع بلاتے تو انسانوں کے سروں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آتا۔ غرض قدرت نے آپ کی منکسر المزاجی اور مخلصانہ کاوش کو ایسا عروج بخشا کہ ’’اصلها ثابت وفرعها فی السماء‘‘ کا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔ آپ نے جس کام کا آغاز کیا رحمت پروردگار نے اسے بام عروج تک پہنچا دیا۔ مٹی کو ہاتھ لگایا تو قدرت نے سونا بنادیا۔ آپ کے خلفاء کی فہرست پر نظر ڈالیں تو ورطہ حیرت میں پڑ جائیں۔ دینی مدارس کے اجتماعات میں آپ کی شرکت کو دیکھا جائے تو پورا ملک آپ کی جولان نگاہ نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ایسا پارس تھے کہ جس پتھر کو قرب حاصل ہوتا سونا بن جاتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حاضر وغائب بہی خواہ تھے۔ کئی دوستوں نے بتایا کہ

انہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر ختم نبوت کا کام کرنا ہے تو عالمی مجلس کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔
آپ کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ تمام دینی جماعتیں آپ کو اپنا محسن سمجھتی تھیں۔ وہ کیا گئے چہار سو عالم ہی سونا ہو گیا۔ وفات سے قبل چند دن بیمار رہے۔ ہسپتال داخل ہوئے۔ صحت یاب ہوگئے۔ گھر آ گئے۔ دل کے پہلے سے مریض تھے۔ اس دنیا سے دل بھر گیا تو آخرت کی راہ لی اور دل کی بے قراری کو قرار آ گیا۔

حضرت مولانا شمس الدین انصاری کی رحلت

۲۰؍جون ۲۰۲۰ء کو بہاول پور میں مولانا شمس الدین انصاری وصال پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا شمس الدین انصاری نے اپنے علاقہ سے دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ مخزن العلوم خانپور بھی پڑھتے رہے۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ آپ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب کے منظور نظر شاگرد تھے۔ آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کے سٹیج سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ نے بڑی بھرپور متحرک زندگی گزاری۔ بہاول پور کی معروف سیاسی شخصیت جناب نظام الدین حیدر صاحب نے بہاول پور اڈہ کے قریب مسجد و مدرسہ کے لئے ان کو زمین وقف کی۔ قریب میں رہائش کے لئے بھی قطعہ اراضی مل گیا۔ ابتداً جناب نظام الدین صاحب نے مالی مدد کی۔ اس کے بعد مولانا شمس الدین نے دن رات کی صبر آزما محنت کے ساتھ اس کو آگے وسعت دی۔ قدرت نے توفیق بخشی۔ عظیم الشان مدرسہ وجود میں آ گیا۔ دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم ہونے لگی۔ عمر بھر جس سے تعلق ہوا، اسے آخر تک نبھایا۔ بہاول پور میں حضرت مولانا سمیع الحق مرحوم کی جمعیۃ کے پہلے مولانا غلام مصطفیٰ اور پھر مولانا شمس الدین انصاری ذمہ دار تھے۔ شیخ الاسلام حضرت درخواستی کے مشن، ان کے جامعہ، ان کے خاندان اور اولاد کے دلی خیرخواہ تھے۔ تعمیر و ترقی کی بات سنتے مسکرا اٹھتے۔ کوئی ناگوار بات پہنچتی تو دل گرفتہ ہو جاتے۔ آپ خوب محنتی منکسر المزاج شخص تھے۔ عمر بھر اپنے کام سے کام رکھا۔ ہر ایک کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے۔ کسی کو نقصان دینے کا تصور بھی نہ رکھتے تھے۔ بہاول پور کی سطح تک ہر دینی مشاورت میں پیش پیش ہوتے۔
عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد میں کسی سے کم نہ تھے۔ آپ کا مدرسہ بہاول پور کے کامیاب مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ وقت موعود آیا اور چل دیئے۔ ان کے عزیزوں نے بتایا کہ قرآن مجید کی اتنی کثرت سے تلاوت کا معمول تھا کہ دیکھ کر رشک آتا تھا۔ اپنے معمولات پر بہت پابندی سے عمل کرتے تھے۔ ان کا وجود بہت ہی خوبیوں کا مرقع تھا۔ ’’عاش غریباً ومات سعیداً‘‘ کا مصداق تھے۔ حق تعالیٰ ان کی تربت کو بقعہ انوار فرمادیں۔ آمین!

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی کی رحلت

۲۰ رجون ۲۰۲۰ء کو مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی وصال فرماگئے۔ آپ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اس خطہ کے نامور مذہبی رہنما اور دینی شخصیت، پیر طریقت مفسر قرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی کے لخت جگر تھے۔ مولانا عزیز احمد نے اپنے والد کی زیر نگرانی تعلیم کا شجاع آباد سے آغاز کیا۔ دارالعلوم کبیر والا پڑھتے رہے۔ دورہ حدیث جامعہ خیرالمدارس سے کیا۔ اپنے والد کی زیر نگرانی اپنے مدرسہ اشرف العلوم میں پڑھاتے بھی رہے۔ والد گرامی سے خلافت پائی تھی۔ حضرت بہلوی کے جانشین اور بڑے صاحبزادہ مولانا عبدالحئی صاحب نے ملتان روڈ پر اپنا مدرسہ اور خانقاہ شریف قائم کی تو مولانا عزیز احمد صاحب نے خانقاہ بہلویہ اور مدرسہ اشرف العلوم کی خدمت کا کام اپنے ذمہ لے لیا، نبھایا اور آخر وقت تک خوب نبھایا۔ عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری کے لئے خانقاہ سراجیہ اور چناب نگر ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت سے سرفراز فرماتے۔ خوب بھلے انسان تھے۔ حق تعالیٰ آخرت بھی بھلا ہی فرمائیں۔ آمین!

جناب حضرت حافظ عبدالرشید کی رحلت

جناب حافظ عبدالرشید صاحب کراچوی کے والد گرامی خانیوال کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ۱۹۶۲ء میں اپنے بیٹے عبدالرشید کو دارالعلوم کبیر والا میں داخل کرادیا۔ آپ نے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب بانی دارالعلوم کے زمانہ میں حفظ کیا، پھر کتب کی تعلیم شروع کی۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی سے اس زمانہ میں تلمذ، محبت، مودت کا تعلق قائم ہوا۔ اس زمانہ میں کراچی کے قاری نسیم الدین بھی طالب علم تھے، ان سے برادرانہ تعلق قائم ہوا۔ اس کے بعد چار سال خیر المدارس ملتان میں ہدایہ تک تعلیم حاصل کی۔ اس دور میں آپ کے ہم درس اور ساتھی حضرت قاری محمد یاسین بانی ومہتمم دارالقرآن فیصل آباد تھے۔ اس زمانہ میں آپ نے میٹرک، بی کام، ڈی کام بھی کرلیا۔ اس کے بعد قاری نسیم الدین آپ کے والد صاحب کو منا کر آپ کو کراچی لے آئے۔ آپ نے تراویح میں قاری نسیم الدین سے قرآن مجید سنا۔ پھر جناب حاجی محمد رفیق وحاجی محمد عبداللہ، جو ہاؤسنگ کالونیاں بناتے تھے، ان کے ہاں کام پر لگ گئے۔ آپ کی حسن کارکردگی کو دیکھ کر انہوں نے مالیر کالونی کی سکیم کا ٹھیکہ آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس محبت سے اس کام کو آگے بڑھایا کہ حاجی صاحبان مارے خوشی کے جھوم اٹھے۔ آپ نے لاہور، ملتان، کراچی کئی جگہ ابراہیم گروپ کے نام پر رہائشی کالونیاں بنائیں۔ اور حق تعالیٰ نے اس میں برکت دی۔

۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۲ء تک حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی سے آپ کا تعلق برقرار نہ رہا۔

آپ پر کالج، کاروبار کا، بودوباش، وضع قطع میں مکمل اثر تھا۔قاری نسیم الدین ایک دن آپ کو لے کر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے پاس آئے، آپ نے اتنی محبت دی کہ حافظ صاحب کے دل سے سب اجنبیت کافور ہوگئی۔۱۹۸۲ء میں حضرت حافظ نسیم الدین صاحب، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کو عمرہ پر لے جانے لگے تو حافظ عبدالرشید بھی ساتھ ہو گئے، حجاز مقدس کے مولانا عبدالمجید صاحب کے اننا لیس اسفار ہوئے۔ سوائے تین اسفار کے باقی سب اسفار میں حافظ عبدالرشید کا ساتھ رہا۔ بلکہ آخری تین بار سفر حج کے اخراجات مولانا عبدالمجید صاحب نے برداشت کئے۔ باقی تمام اسفار کے اخراجات بھی حافظ صاحب نے اپنے ذمہ رکھے۔قاری نسیم الدین صاحب نے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی کے صبح کے درس قرآن مجید کی سوا دوصد کے قریب کیسٹ ریکارڈ کرائیں۔ ان کو حاصل کر کے حضرت حافظ صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال صاحب نے کاغذ پر منتقل کرایا۔کیسٹوں سے کاغذ پر پھر سے کمپوزنگ، پروف ریڈنگ ایسے تمام امور حضرت مفتی ظفر صاحب نے انجام دیئے۔ مالیاتی معاونت حضرت حافظ صاحب نے اپنے ذمہ رکھی، یوں تفسیر تبیان القرآن مکمل ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب اس دوران چیچہ وطنی تشریف لے گئے۔تو پوری تفسیر کی تکمیل، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح کمپوزنگ اور نظر ثانی حضرت مولانا منیر احمد منور کی سرپرستی میں آپ کے دو گرامی قدر شاگردان، مولانا عمیر شاہین، مولانا عمران کے ذریعہ سے کرائی گئی، مالی امور کے متکفل حضرت حافظ صاحب رہے۔

یوں حق تعالیٰ نے کرم کیا کہ ۲۰۲۰ء میں اس کا مکمل ۸ جلدوں پر مشتمل ڈبہ پیک سیٹ جناب ندیم صاحب نفیس قرآن بک کمپنی اردو بازار لاہور کے ذریعہ منظر پر آیا۔اس تفسیر کی تیاری میں اول تا آخر جس دریا دلی کے ساتھ حافظ عبدالرشید صاحب نے حصہ لیا، وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے اور بس۔ جامعہ باب العلوم کی مسجد قدیم مرور زمانہ کے باعث خستگی کی حالت میں تھی، اس کی توسیع وتعمیر نو کا مرحلہ درپیش تھا، اس زمانہ میں پچاس لاکھ سے اوپر تخمینہ لگایا گیا۔نقشہ تیار، جگہ موجود، مگر سرمایہ ہنوز دلی دوراست۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کراچی اپنی آنکھوں کے آپریشن کے لئے تشریف لے گئے، آنکھوں کے ڈاکٹر آپ کے مخلص مرید تھے، آپریشن سے قبل ہر دس پندرہ منٹ بعد ڈراپس ڈال رہے تھے۔انہوں نے پوچھ لیا حضرت مسجد کی تعمیر کیوں شروع نہیں کراتے؟ حضرت نے حافظ عبدالرشید کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے پوچھیں، حافظ صاحب نے فٹ فرمایا کہ پچاس، ساٹھ لاکھ کہاں سے لائیں، ڈاکٹر غالباً مستقیم صاحب نے فرمایا کہ پچیس لاکھ میرے ذمہ، پچیس لاکھ حافظ صاحب ملائیں تو مسجد مکمل۔ حافظ عبدالرشید صاحب نے حامی بھرلی۔ مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے اجازت دی۔ مولانا مفتی محمد ظفر اقبال نے کمر کیا باندھی، دن رات

دیوانہ وار ایک کر دیا۔ تھوڑے عرصہ میں فلک بوس مسجد نے پورے ضلع کی عظیم مساجد کی قیادت اپنے نام کرالی۔ اس کا ماربل وغیرہ کا اپنی صوابدید پر انتظام حضرت حافظ صاحب نے کیا۔ مسجد، جامعہ باب العلوم کی تعمیر وتوسیع حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی راحت وخدمت پر امکانی حد تک جس طرح حافظ عبدالرشید نے مالی ایثار کیا، اسے سنت صدیقی کا احیاء یا سنت عثمانی کی یاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک بار سفر حج میں حافظ عبدالرشید صاحب نے حضرت لدھیانوی سے عرض کیا حضرت ایک ساتھ مرنے کی دعا فرمادیں۔ حضرت نے خاموشی اختیار کی، حضرت لدھیانوی کا وصال ہوا، تو آپ کی اکیلے مدرسہ باب العلوم کہروڑپکا کے ملحقہ علیحدہ پلاٹ میں آخری رہائش بن گئی۔ اب حافظ صاحب پر وقت اجل آیا۔ کراچی میں وصال ہوا۔ محبت نے اڑان بھری اور آپ کے پہلو میں کہروڑپکا آ مقیم ہوئے۔ یہاں سے ہی استاد وشاگرد (مولانا عبدالمجید، مولانا حافظ عبدالرشید) کا خمیر اٹھایا گیا۔ یہاں لوٹ کر دونوں جمع ہوگئے۔ یہاں دونوں اس دن اٹھائے جائیں گے جس دن پوری خلقت اٹھے گی۔ محبت ہو تو ایسی۔ ساتھ ہو تو ایسا۔ دونوں حضرات پر رب کریم کی رحمت کی بارش موسلا دھار نازل ہو کہ وہ ایک ایسی مثال قائم کر گئے، جسے نبھانا ہر کسی کا کام نہیں۔ باب العلوم میں ۳۰ رجون ۲۰۲۰ء کو قبل از دوپہر حضرت حافظ صاحب کے قدیم ساتھی ودوست حضرت قاری محمد یاسین صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور آپ رحمت حق کے سپرد کردیئے گئے۔ زہے نصیب۔

حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کے صاحبزادے، پوتے سب قرآن مجید کے حافظ وقاری ہیں۔ آپ کی کوٹھی کا تہہ خانہ علماء، حفاظ، قراء کا مہمان خانہ ہے۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحب ہفتہ، عشرہ یہاں گزارتے تو خانقاہ رائے پور کا عہد شباب عود کر آتا۔ حضرت حافظ صاحب سے حق تعالیٰ نے بہت سارے خیر کے امور متعلق کر رکھے تھے، خدا کرے ان کے ورثاء کے ذریعہ یہ صدقہ جاری وساری رہے۔ وماذالک علی اللّٰہ بعزیز۔ مسجد، مدرسہ، استاذ وتفسیر تبیان الفرقان چہار جانب کا اتنا مضبوط حصار، حافظ صاحب کی ذاتی شرافت کا فرش، اوپر سے اللّٰہ رب العزت کی رحمت۔ شش جہت رحمتوں کا ماحول، اسے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی قبر کو ’’بقعۂ نور‘‘ فرمائیں۔

محمد اخلاق منکیرہ بھکر کی وفات

۱۲ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعہ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد ساجد کے ماموں زاد بھائی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جمپ پلی یونٹ کے کارکن محمد اخلاق سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ مرحوم سالانہ کانفرنس چناب نگر میں اور تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ کے پروگراموں میں پورے جوش وجذبے سے شریک ہوتے رہے۔ اللّٰہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیم کی خدمات کا تذکرہ

مولانا مفتی خالد محمود

ممتاز عالم دین، عظیم مذہبی اسکالر، جید حافظ وقاری، قرآن کریم سے حد درجہ شغف رکھنے والے، علوم نبویہ کے امین، مشفق ومہربان انسان، تواضع وانکساری کے پیکر، سینکڑوں مساجد ومدارس کے سرپرست، غم زدہ دلوں کے درد کا درماں، بے کس وسہارا لوگوں کا مددگار، جامعہ بنوریہ عالمیہ کے مؤسس وبانی، جامعہ کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم ۲۰/جون ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ رات نو بجے کے قریب اس دنیا سے منہ موڑ کر راہی عالم آخرت ہوگئے اور ایک دنیا کو حیران وسرگردان اور روتا ہوا چھوڑ کر زبان حال سے بتا گئے کہ میں تمہاری اس دنیا کی صحبت کا مزید حریص نہیں ہوں۔

حضرت مفتی محمد نعیم اگست ۱۹۵۸ء میں قاری عبدالحلیم کے گھر میں پیدا ہوئے۔ حضرت مفتی محمد نعیم کے والد محترم قاری عبدالحلیم صاحب عمدہ مجود اور جید قاری تھے، قاری عبدالحلیم کا پورا گھرانہ پارسی تھا۔ وہ کس طرح مسلمان ہوئے اور ان پر کیا بیتی اس سلسلہ میں خود قاری صاحب کے بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ پیش کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

’’میرے والد کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا اور مذہباً وہ پارسی تھے، غربت کے زمانے میں محنت اور دلجمعی کے ساتھ اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کی، پھر انگریز حکومت کے تحت ملازمت اختیار کرلی۔ آپ کی فرض شناسی اور محنت کے وصف کے باعث آپ کا انگریز آفیسر آپ سے بہت متاثر تھا۔ چنانچہ جب اس کا تبادلہ ہندوستان سے عرب ریاست میں کردیا گیا تو والد صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا۔ وہاں کچھ مقامی عرب بھی اسی آفیسر کے ماتحت تھے۔ ایک دن اس عملے کے ایک عرب نوجوان نے والد صاحب سے پوچھا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں؟ تو والد صاحب نے کہا ’’آگ کی‘‘۔ یہ سن کو وہ عرب بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تمہارا کیسا خدا ہے کہ جسے تم اپنے ہاتھ سے زندہ کرتے ہو اور پھر وہ پانی کے چند قطروں سے مر بھی جاتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ’’تم اپنے مُردوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو؟ والد صاحب نے کہا کہ ہم انہیں پرندوں کو کھلا دیتے ہیں! اس پر وہ مزید حیران ہوا پھر اس نے اسلام کا نظریہ اس بارے میں بیان کیا۔ تو والد صاحب بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ تمہارے پاس اپنے مذہب کی کوئی کتاب ہو تو مجھے دے دو! چنانچہ ایک دن وہ کتابیں لے آیا اور والد صاحب کو دیں اور ساتھ والد صاحب کو مسلمان ہونے کا کہا، والد

صاحب نے جواب دیا کہ میں ان کتابوں کا مطالعہ کر کے ایک مہینہ بعد جواب دوں گا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ کیا آپ ایک ماہ تک زندہ رہنے کی ضمانت دے سکتے ہیں؟ والد صاحب نے نفی میں جواب دیا تو وہ کہنے لگا بہتر ہے کہ آپ ابھی کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہو جائیں! چنانچہ والد صاحب نے کلمہ توحید پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ چھٹیوں میں والد صاحب ہندوستان تشریف لائے تو والدہ کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی مگر خاندان والوں کی شدید مخالفت کے باعث وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں۔

اسی دوران میری (قاری عبدالحلیم صاحب) کی ولادت ہوئی۔ اس طرح کئی سال تک والد صاحب چھٹیوں میں آتے رہے اور والدہ کو سمجھاتے رہے مگر کامیاب نہ ہو رہے تھے۔ بالآخر والد صاحب نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی اور مستقل ہندوستان چلے آئے۔ اس دفعہ جب والد صاحب آئے تو والدہ کو ہمراہ لیا اور چپکے سے ''حیدر آباد دکن'' کی طرف ہجرت کر لی۔ وہاں والدہ کو مسلمان کیا اور ان کا اعتقاد پختہ کیا! بعد ازاں یہاں بھی خاندان والوں کا آنا جانا ہو گیا مگر وہ والدہ کو متزلزل نہ کر سکے۔ پھر معاشی عسرت کے باعث ہم لوگ ایک دیہات میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ڈابھیل نامی اس بستی میں مولانا انور شاہ کشمیری نے ''الملک'' کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی، یہیں سے میں نے ناظرہ قرآن پڑھا اور تیرہ پارے حفظ کئے، بعد ازاں ہم بمبئی منتقل ہو گئے جہاں ''جوناپٹی'' کے مدرسہ میں (یہ اب تبلیغی مرکز ہے) میں نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ ۱۹۴۴ء میں، میں نے تکمیل حفظ کی۔ اسی سال والد صاحب نے مدینۃ المنورہ کے لئے رخت سفر باندھا اور پھر مستقل طور وہیں سکونت اختیار کر لی، ہر سال باقاعدگی سے حج کے لئے جاتے تھے، اسی طرح کئی سال گزر گئے مگر وہ ہندوستان نہ آئے۔ ۱۹۴۸ء کو ہم دو بھائی والدہ سمیت کراچی منتقل ہو گئے، بڑے بھائی تو بعد ازاں ہندوستان واپس لوٹ گئے، مگر ہم لوگ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ والد صاحب سے ہندوستان آنے کے لئے کہتے تو وہ جواب میں لکھتے کہ میں تو یہاں مرنے کے لئے آیا ہوں اور کسی صورت میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

۱۹۵۶ء میں بیمار ہوئے تو والدہ اور ہمشیرہ ان سے ملنے کے لئے گئیں۔ کچھ دن ہسپتال میں رہے مگر جانبر نہ ہو سکے اور انتقال کر گئے اور جنت المعلی میں مدفون ہوئے۔ والدہ واپس کراچی آ گئیں اور جمشید کوارٹر میں رہائش اختیار کی۔ بعد ازاں گارڈن ویسٹ میں منتقل ہو گئے، اسی دوران میری شادی بھی ہو گئی۔ والدہ صاحبہ کا سائٹ ایریا میں واقع اسٹار مل کے سیٹھ کی بیوی سے تعلق بن گیا تھا چنانچہ رہائش اسٹار مل میں منتقل ہو گئی۔ میرے پاس گزر اوقات کے لئے رکشہ تھا جس میں ''حضرت ہوٹل'' والوں کے لئے سبزی لایا کرتا تھا جس سے ۱۵۰ روپے ماہوار ملتے تھے اور ساتھ ساتھ مل کی مسجد میں امامت کرتا تھا جس سے ۱۵۰ روپے حاصل ہوتے تھے، کل ماہانہ آمدنی تین سو روپے تھی۔ جہاں موجودہ مدرسہ بنوریہ ہے یہاں نشاط مل والوں کی کالونی تھی اور ہم

یہاں گشت کے لئے آیا کرتے تھے، نشاط مل والوں نے مزدوروں کی نماز کے لئے مل کے ساتھ ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی، ایک دن مفتی نعیم نے نشاط مل والوں سے کہا: یہ جگہ ہمیں دے دو! ہم یہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ سو نشاط مل کے ملازم حاجی شریف کے توسط سے یہ جگہ حاصل کر لی گئی اور یہاں محمدی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی، بعد ازاں اسٹار کالونی میں واقع مدرسہ بھی اسی جگہ منتقل کر دیا گیا اور اسے مدرسہ بنوریہ کا نام دیا گیا جو آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے آج اس مقام تک آ پہنچا ہے کہ عالم اسلام کی ایک معروف دینی درسگاہ بن چکا ہے۔''

پاکستان آنے کے بعد قاری عبدالحلیم نے باقاعدہ حضرت قاری فتح محمد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور تجوید وقرأت کے علوم سیکھے۔ تکمیل کے بعد قاری صاحب نے مختلف مساجد ومدارس میں امامت اور تدریس قرآن کے فرائض انجام دیئے۔ سائٹ ایریا میں اسٹار کالونی میں آپ کو رہائش کے لئے ایک کوارٹر دیا گیا، اسی کالونی میں ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں آپ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے، اسٹار کالونی کے سامنے ہی نشاط مل کی مسجد تھی ''مسجد نور جہاں'' کے نام سے اس میں آپ امامت کراتے تھے۔

مفتی محمد نعیم کو آپ نے حفظ قرآن کی تعلیم دی، کچھ قاری صاحب اور کچھ نانک واڑہ اور کمی مسجد کے اساتذہ سے حفظ قرآن کی تعلیم مکمل کی۔ قاری فتح محمد صاحب سے باقاعدہ پڑھا تو نہیں لیکن قاری صاحب کو قرآن کریم سنایا ہے اور قاری صاحب کو قرآن کریم سنانا آسان کام نہیں۔ تکمیل حفظ کے بعد آپ کو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخل کرا دیا گیا اور اول تا آخر درسِ نظامی کی تعلیم جامعہ میں ہی ہوئی ہے۔ مفتی صاحب شروع سے بہت محنتی تھے، پڑھنا اور تعلیم حاصل کرنا ہی آپ کا مشغلہ تھا یا پھر اساتذہ کی خدمت کرنا، ہم نے زمانہ طالب علمی میں انہیں اساتذہ کی خدمت کرتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ خصوصاً دوپہر کے وقفہ میں اساتذہ کے لئے کھانا لانا، دسترخوان لگانا، کھانا کھلانا اور برتن دھونا یہ مفتی صاحب کا روز کا معمول تھا، کیوں کہ مولانا سید مصباح اللہ شاہ، مفتی ولی حسن تو اکثر اور مفتی شاہد، مولانا ضیاء الحق بھی دارالافتاء میں دوپہر کے وقت قیام کرتے تھے اور مفتی صاحب ان کے کھانے کا بندوبست کرتے تھے، اس کے علاوہ ان کے گھروں کا سودا سلف لانا، مولانا ادریس، مفتی ولی حسن کے پان وغیرہ کا بندوبست کرنا بھی مفتی صاحب کے ہی ذمہ تھا۔

مفتی صاحب نے بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی اس لئے ہمیشہ امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے تھے، اسی محنت ولیاقت اور خدمت کے جذبے نے انہیں اپنے اساتذہ کا منظور نظر بنا دیا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں آپ نے جامعہ سے سند فراغت حاصل کی۔ یہی وجہ تھی کہ جب مفتی صاحب نے دورۂ حدیث کا امتحان دے دیا، ابھی نتیجہ نہیں آیا تھا کہ اساتذہ نے جامعہ میں بحیثیت استاد آپ کا تقرر کر دیا۔

جامعہ بنوریہ کی بنیاد

جیسا کہ پہلے تذکرہ آچکا ہے کہ اسٹار کالونی میں ایک ہال نما کمرہ قاری عبدالحلیم کو بچوں کے قرآن کریم کی تعلیم کے لئے دیا گیا تھا۔قاری صاحب وہاں قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے،رات کو مفتی نعیم بھی اس تعلیم میں اپنے والد صاحب کی معاونت کرتے۔ جب مفتی نعیم فارغ التحصیل ہوگئے تو کالونی کے انہی بچوں کو جن میں کئی حافظ ہوچکے تھے۔ان سے درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ابتدائی دو درجے اعدادیہ اور اولی شروع کیا۔صبح مفتی صاحب جامعہ علوم اسلامیہ تدریس کے لئے جایا کرتے تھے۔وہاں سے آنے کے بعد ان طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ایک سال کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب، جو ان کے دورے کے ساتھی تھے۔مفتی احمد الرحمٰن کے توسط سے ان کو اپنے مدرسہ میں لے آئے۔شروع کے دو سال تو اسی اسٹار کالونی کے کمرے اور سامنے مسجد نور جہاں میں کلاسیں لگتی رہیں۔

آج کل جہاں جامعہ بنوریہ قائم ہے یہ درحقیقت نشاط ملز کی لیبر کالونی تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور میں ہر ایک بڑی فیکٹری اور مل کے لئے لازمی کیا تھا کہ وہ اپنے مزدوروں کی رہائش کے لئے کالونیاں بنائے۔اس کے لئے حکومت نے انہیں جگہیں مہیا کی تھیں۔اس شرط پر کہ مل مالکان یہ جگہ فروخت نہیں کریں گے۔ یہ ایک اچھی بڑی کالونی تھی۔ یہاں کے رہائش پذیر مزدوروں نے نماز کے لئے ایک چھوٹی سے مسجد خود ہی بنالی تھی۔نشاط مل تقریباً بند ہوچکی تھی۔ بہت سے کوارٹرز خالی تھے۔کچھ مزدوروں کا قبضہ تھا۔ قاری صاحب اور ان کے رفقاء تبلیغی گشت کے لئے کبھی کبھی یہاں آیا کرتے تھے۔مفتی صاحب نے جب اس مسجد کی خستہ حالی اور ویرانی دیکھی تو ان کے مالکان سے بات کرکے یہ جگہ حاصل کرلی۔ مسجد کی چاردیواری نہیں تھی۔ خستہ حال تھی۔اس کی صفائی کروائی اسے نماز کے قابل بنایا۔سامنے تھوڑی جگہ تھی جہاں آج کل دفاتر ہیں۔وہاں دو کمروں کی بنیاد ڈالی اور اس طرح یہاں جامعہ بنوریہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ غالباً ۱۹۸۰ء کا زمانہ ہے۔اور اس طرح اسٹار کالونی کا مدرسہ یہاں منتقل کردیا گیا۔ایک طویل عرصہ تک اساتذہ کا تقرر بھی مفتی احمد الرحمٰن کی تصدیق وتوثیق سے ہوا کرتا ہے۔ان سخت اور مشکل حالات میں مفتی صاحب نے اپنا سفر شروع کیا اور بڑی ہمت واستقامت کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا،کسی موقع پر مفتی صاحب کے قدم نہیں ڈگمگائے اور مفتی صاحب کا ہر دوسرا قدم کامیابی کی طرف اٹھتا رہا۔رفتہ رفتہ بارہ ایکٹرز مین مفتی صاحب نے حاصل کی یہ ایک دن میں نہیں ہوا اس پر مسلسل محنت ہوئی ہے۔

آج جامعہ بنوریہ کئی شاندار عمارتوں پر مشتمل ہیں۔ باقاعدہ دو مسجدیں ہیں۔ کشادہ درسگاہیں ہیں،

کئی دارالقامے (ہاسٹلز) ہیں، کئی دارالافتاء ہیں، شعبہ تحفیظ کی علیحدہ عمارت ہے۔ بنات کی شاندار عمارت ہے۔ غیر ملکی شعبہ مستقل قائم ہے۔ اساتذہ کی رہائش گاہیں ہیں۔ دارالافتاء، دارالتصنیف، دارالتربیت سمیت متعدد شعبے پوری آب وتاب کے ساتھ قائم ہیں۔ ابتداء میں دو درجے قائم کئے اور پھر ایک ایک درجہ بڑھاتے رہے یہاں تک اسے دورہ حدیث تک پہنچایا۔ اور دورہ حدیث بھی اپنے اساتذہ کے مشورے سے قائم کیا۔

دورہ حدیث کے بعد مفتی صاحب نے اپنے یہاں تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث، تخصص فی الدعوہ والارشاد، تخصص فی التفسیر کے شعبے بھی قائم کئے۔ جامعہ بنوریہ کا ایک اہم شعبہ تحفیظ القرآن ہے۔ اس میں قاری عبدالحلیم کی نسبت، ان کا ذوق کارفرما ہے کہ جامعہ بنوریہ میں اول دن سے شعبہ حفظ میں معیاری تعلیم کا سلسلہ جاری ہے، اور اس شعبہ میں مسلسل ترقی کا عمل جاری ہے۔ خود مفتی صاحب کو حفظ کی معیاری تعلیم کی فکر رہتی ہے۔ ہر سال حسن قرآت کے مقابلے کرواتے تاکہ طلبہ میں قرآن کریم پڑھنے کا ذوق پیدا ہو۔ کئی سال اسی لئے محافل حسن قرآت منعقد کرواتے رہے، جس میں، مصر، انڈونیشیا اور پاکستان کے جید قراء کو بلواتے تھے اسی سلسلہ میں ایک خاص شعبہ دارالتربیت کے نام سے قائم کیا۔ بنات میں بھی شعبۂ حفظ معیاری درجے کا ہے۔

ابھی ملک میں بنات کے مدارس کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ مفتی صاحب نے اپنے یہاں بنات کا شعبہ قائم کیا۔ الحمدللہ جامعہ بنوریہ کا بنات کا شعبہ بھی معیاری درجہ کا ہے۔ آپ نے اپنے یہاں تحقیق وتصنیف کا شعبہ بھی قائم کیا۔ اسی شعبہ کے تحت تفسیر روح القرآن اپنی نگرانی میں مرتب کروائی، جس کی سات جلدیں آچکی ہیں۔ ’’ادیان باطلہ وصراط مستقیم‘‘ کے نام سے فرق باطلہ پر کتاب مرتب کروائی۔ بیسیوں چھوٹی بڑی کتابیں اس شعبہ کے تحت زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں۔ مفتی صاحب اپنے جامعہ کی ویب سائٹ تیار کرکے جاری کرچکے تھے، مفتی صاحب کی کوششوں سے آج سے کئی سال قبل امریکہ میں ریڈیو چینل کے ذریعہ اصلاحی بیانات اور سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ آج اس نے جدید ترقی یافتہ شکل اختیار کرلی ہے اور باقاعدہ بنوریہ میڈیا کے نام سے چینل قائم ہے جو لوگوں کی راہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

مفتی صاحب کا ایک عظیم کارنامہ نومسلم افراد کی راہنمائی، ان کی اعانت، ان کا تحفظ، ان کی رہائش اور تعلیم کا بندوبست کرنا، ان کو قانونی معاونت فراہم کرنا بھی ہے۔ اس میں بھی مفتی صاحب اپنی انفرادی اور امتیازی شان رکھتے ہیں۔ مفتی صاحب کا صحافت سے بھی تعلق رہا، حضرت مفتی صاحب کی طرف تقریباً روزانہ پابندی سے بیان جاری ہوتا جس میں آپ نئے پیدا شدہ حالات پر خصوصاً مدارس ومساجد اور دینی اقدار کے حوالے سے بیان جاری کرتے۔ آپ کے ادارے سے ایک عرصہ تک ماہنامہ البنوریہ کے نام سے رسالہ شائع ہوتا رہا بعد میں اخبار المدارس کے نام سے ہفت روزہ شائع ہونے لگا۔ مستحقین کی امداد اور ضرورت مند افراد کی

اعانت کے لئے بنوریہ ویلفیئر ٹرسٹ قائم کیا۔ مفتی نعیم صاحب کئی سال تک امریکہ کی ریاستوں میں رمضان المبارک میں تشریف لے جاتے اور وہاں قرآن کریم سناتے، اسی دوران مفتی ساحب کے کئی شہروں میں سفر ہوتے، مفتی صاحب نے وہاں کے علاقوں میں اشاعت قرآن اور تبلیغ دین کا پروگرام بنایا، وہاں کے لوگوں کو ترغیب دی، ان کا ذہن بنایا۔ اس کے نتیجہ میں اولاً ایک والد اپنے بچے کو لے کر آئے، جامعہ بنوریہ میں اس وقت تک کوئی غیر ملکی شعبہ نہیں تھا، مفتی صاحب نے اسے اپنے گھر میں رکھا، اس کے والد کو اپنے یہاں ٹھہرایا، اس بچے کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ والد صاحب تو دو ماہ کے بعد واپس چلے گئے مگر بچے کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ اگلے سال اس بچے کو دیکھ کر مزید چار بچے آ گئے، اس طرح یہ سلسلہ شروع ہوا۔ مفتی صاحب نے ان کے لئے علیحدہ رہنے کے لئے کمرے تعمیر کروائے، ان کی درس گاہیں علیحدہ سے قائم کیں، ان کی تعلیم کا مستقل بندوبست کیا، ان کے کھانے پینے، رہائش کا عمدہ انتظام کیا اور اس طرح یہ ایک مستقل شعبہ وجود میں آ گیا۔

نائن الیون کے بعد پرویز مشرف دور میں دینی طلبہ کے ویزوں پر پابندی لگادی گئی تو اس وقت ان غیر ملکی طلبہ کے حق میں سب سے مضبوط اور توانا آواز مفتی محمد نعیم کی ہی تھی۔ مفتی صاحب نے اس کے لئے میڈیا کا بھی استعمال کیا، وزارت خارجہ کے لوگوں سے بھی مسلسل رابطے رکھے، ہر ذرائع سے اور ہر سطح پر آواز اٹھائی، اسی کا نتیجہ تھا کہ بڑے بڑے جامعات میں غیر ملکی طلبہ کا داخلہ بند ہو گیا، مگر جامعہ بنوریہ میں آخر وقت تک غیر ملکی طلباء تعلیم حاصل کرتے رہے اور آج بھی ایک بڑی تعداد غیر ملکی طلباء کی جامعہ بنوریہ میں زیر تعلیم ہے۔

حرم کعبہ وحرم نبوی میں بیس تراویح

”حرم کعبہ اور حرم نبوی ﷺ کے پیش امام حنبلی ہیں، بیس تراویح مسلسل ان کے درمیان کوئی وقفہ نہیں۔ وتر کی دعائے قنوت خاصی طویل، جس دن قرآن کریم ختم ہوا اس دن امام صاحب نے اس قدر سوز واخلاص کے ساتھ دعا مانگی کہ مقتدیوں پر رقت طاری ہوگئی، یہاں تک کہ اشکباری، تضرع وآہ وزاری اور آہ وبکا تک پہنچ گئی، یہ منظر اور کیفیت ساری عمر یاد رہے گی۔

کیا عجب ہے کہ قدسیان ملاء اعلیٰ دعا پر آمین کہہ رہے ہوں...... مدینہ منورہ میں جو ساعت بھی گزر رہی ہے غنیمت نہیں نعمت ہے، برکت ہے بلکہ حاصل حیات اور مقصود زندگی ہے۔ دن رات میں دوبار یہ کمینہ غلام روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے۔ اپنی قسمت کی یاوری پر خود ہی رشک بھی کرتا ہوں اور فخر وحیرت بھی کہ مجھ نابکار روسیاہ کی اس بارگاہ قدس میں باریابی ہوئی ہے۔

(سیاحت نامہ از ماہر القادری ص ۲۶۰)

مولانا حافظ قادرداد گورمانی ڈیرہ غازی خان

مولانا غلام مصطفیٰ اشعری

مولانا حافظ قادرداد گورمانی ضلع ڈیرہ غازی خان کی بستی لتڑی جنوبی، ٹبی قیصرانی میں بلوچ قبیلہ کی مشہور شاخ گورمانی کے زمیندار غلام حیدر خان گورمانی کے ہاں ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتداءً گورنمنٹ پرائمری سکول ٹبی قیصرانی اور پھر تونسہ شریف میں مدرسہ جامعہ محمودیہ میں حفظِ قرآن اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر حافظ صاحب اپنے آبائی گھر لتڑی میں لوٹ آئے بعدازاں فلسفہ کے امام مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد امیر چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان منطق و فلسفہ کے لئے شہرت تامہ اختیار کر چکے تھے، حافظ صاحب ان کے ہاں منطق کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ اس کے بعد جامعہ نعمانیہ قدیر آباد ملتان میں مولانا عبدالخالق صاحب سے پڑھتے رہے پھر دورہ حدیث کے لئے جامعہ قاسم العلوم ملتان کا رخ کیا اس وقت قاسم العلوم میں مولانا مفتی محمود کی تدریس کا چرچا چہار عالم گونج رہا تھا۔ مفتی محمد شفیع مہتمم جامعہ قاسم العلوم ہردو مایہ ناز اساتذہ سے ۱۹۵۳ء میں دورہ حدیث مکمل کیا۔

آپ کو مفتی صاحب کا شاگرد اور مرید ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے مفتی صاحب نے حافظ صاحب کو اپنے گاؤں عبدالخیل پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، مسلسل دو سال رمضان المبارک میں قرآن پاک سنانے کے لئے بلایا۔ آپ نے اعزاز سمجھ کر فوراً اس دعوت کو قبول کیا رات کو تراویح میں قرآن پاک سناتے اور تہجد کے وقت میں بھی حضرت مفتی صاحب قرآن پاک سنا کرتے تھے۔ یوں ایک رمضان میں دو قرآن پاک مکمل ہوتے۔ ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۴ء میں یکے بعد دیگرے دورہ تفسیر القرآن مخزن العلوم خان پور میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی سے اور راولپنڈی میں شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان سے پڑھا۔ مختلف اوقات میں مختلف مقامات میں پڑھاتے رہے

جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین سے محبت کا رشتہ زندگی بھر قائم رکھا۔

۱۹۸۶ء میں قبیلہ قیصرانی کے چیف سردار امیر محمد قیصرانی کو بستی شیر گڑھ یونین کوٹ قیصرانی تحصیل تونسہ کی مسجد میں دفن کیا گیا چونکہ یہ سردار قادیانی تھے اس حرکت کے خلاف تحصیل بھر کے مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا۔ مسلمانوں کی مسجد سے اس قادیانی مُردے کو نکالنے کے لئے تحریک چلی۔ درجنوں علماء و کارکنان کو گرفتار کیا گیا۔ جس میں حافظ قادرداد گورمانی، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد ابراہیم گورمانی گرفتار ہوئے۔

مولانا عبدالعزیز لاشاری بیان کرتے ہیں اسیری کے دنوں میں حافظ صاحب کا جذبہِ ایمانی دیدنی تھا وکلاء و انتظامیہ کے حضرات ضمانت کے لئے مچلکے لے کر آتے۔ حافظ صاحب فرماتے اُس وقت تک ہم جیل سے باہر نہیں آتے جب تک مسجد سے میر مند کی نعش کو باہر نہیں نکالا جاتا۔ حافظ صاحب کی اس بات پر ہم بارہ آدمیوں نے جواُن کے ساتھ تھے بیعت کی ہم بھی ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔

نتیجتاً مسلمانوں کی قربانی رنگ لائی اُس قادیانی مردے کو انتظامیہ نے مسجد سے باہر نکال پھینکا۔

حافظ صاحب نے اپنی حیات مستعار کے بانویں برس دین متین کی خدمت کے لئے گزار دیے۔

اس سال رمضان المبارک کا پورا مہینہ آپ نے بڑے بیٹے مولانا ابوبکر گورمانی کے ہاں سیالکوٹ میں گزارا۔ جہاں پورے روزے رکھے وہاں مکمل قرآن پاک بھی سنا۔ وہاں سے اپنے آبائی گاؤں لتڑی جنوبی میں آئے نقاہت وکمزوری عیاں تھی یوں یہ مردِ درویش ۴ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعرات صبح تقریباً چھ بجے مختصر علالت کے بعد دار فنا سے دار بقا کی طرف سدھار گئے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی مولانا محمد ابراہیم گورمانی نے پڑھائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کا عرفانہ ملاح کے خلاف احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے دفتر لطیف آباد میں آل پارٹیز کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد مولانا عبدالسلام قریشی کی۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا توصیف احمد، جماعت اسلامی کے عبدالوحید قریشی، عقیل احمد خان، جمعیت علماء اسلام کے حافظ خالد حسن دھامرا، وفاق المدارس کے مولانا سیف الرحمٰن، اہلسنت والجماعت کے فاروق آزاد، اورسماجی رہنما محمد خالد لغاری نے شرکت کی۔ تمام جماعتوں کے راہنماؤں نے عرفانہ ملاح کا قانون ناموس رسالت کو کالا قانون کہنے کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ رحمت دو عالم خاتم النبیین ﷺ سے محبت وعقیدت رکھنا عین ایمان ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت ایمانی ذمہ داری ہے یہی وجہ تھی کہ ۲۹۵ سی کا قانون آئین پاکستان کا حصہ بنایا گیا۔ مگر یہودی وقادیانی گٹھ جوڑ قانون ناموس رسالت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ مغربی این جی اوز کے اشارے پر قانون ناموس رسالت کے خلاف ہرزہ سرائی کی جارہی ہے۔ ختم نبوت وناموس رسالت کے قوانین کے خاتمہ اور اسلامی شعائر کی تضحیک کے لئے عرفانہ ملاح جیسی عورتوں کو استعمال کیا جارہا ہے۔ اجلاس میں عرفانہ ملاح کے ان جملوں کی پرزور مذمت کی گئی۔

سندھ اسمبلی کی ختم نبوت کے متعلق قرارداد......ایک تاریخی پیش رفت

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

سندھ اسمبلی کے ایک سعادت مند رکن محمد حسین خان نے سندھ اسمبلی میں پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے بارے میں ایک قرارداد پیش کی۔ سب سے پہلے اس قرارداد کا متن ملاحظہ کیجئے:

''اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی حرمت و ناموس پر ہم سب مسلمان قربان ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں درج ذیل قرارداد پیش کرتا ہوں کہ بطور مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ، خاتم النّبیین، امام المرسلین، امام الانبیاء، رحمت للعالمین، نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد اب کوئی بھی نبی، رسول یا پیغمبر کسی بھی صورت میں دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ لہٰذا صوبہ سندھ میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جب بھی حضرت محمد ﷺ کا پاک اور مقدس نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ خاتم النّبیین ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ابلاغ کے تمام ذرائع جیسا کہ کتابوں، اخباروں، جرائد، رسائل، درسی کتابوں، ٹیلی ویژن، ریڈیو، تمام سرکاری خط و کتابت، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جب بھی آنحضرت محمد مصطفی ﷺ کا نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ خاتم النّبیین ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے''۔

اس قرارداد کا ایک ایک لفظ ایمان افروز اور فکر انگیز ہے۔ یہ قرارداد محض ایک قرارداد نہیں، بلکہ تاریخ کا ایک قرض چکانے کی کوشش ہے۔ یہ قرارداد تاریخ رقم کرنے کا ذریعہ ہے۔ دراصل اس قرارداد کو پڑھتے ہوئے صرف اس کے الفاظ کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ اس کا پس منظر بھی سامنے رہنا چاہیئے۔ بدقسمتی سے ہم اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں، جس خطے سے فتنہ قادیانیت نے جنم لیا اور نبی اکرم ﷺ کے تاج وتخت نبوت پر ڈاکہ زنی کی جسارت کی گئی۔

یہ واقعہ تاریخ کا ایک افسوس ناک واقعہ ہے۔ برصغیر میں کسی کا دعویٰ نبوت کرنا ہی اس خطے کی بدقسمتی کے لئے کافی تھا لیکن ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ انگریز کی چھتری تلے یہ فتنہ پھلتا پھولتا رہا، پروان چڑھتا رہا۔ اور اب برسوں بعد صورت حال یہ ہے کہ وقفے وقفے سے عقیدہ ختم نبوت پر وار کیا جاتا ہے۔ منکرین ختم نبوت کو تحفظ دینے والوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہماری دانست میں اسلام دشمن اگرچہ ٹیسٹ

کیس کے طور پر وقفے وقفے سے مسلمانوں کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل عقیدہ ختم نبوت کو ہدف بناتے ہیں، لیکن ہمارا خیال یہ ہے دراصل تکوینی طور پر بار بار عقیدہ ختم نبوت کا سبق نئی نسل کو پڑھانے کے لئے یہ خدائی انتظام ہے۔

آپ قیام پاکستان کے بعد کی صورتحال کو سامنے رکھئے! سب سے پہلے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ ہزاروں کی تعداد میں عاشقان مصطفیٰ نے اپنے پیارے آقا ﷺ کے تاج وتخت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کیں۔ دنیا بھر میں ختم نبوت کا مسئلہ واضح ہوا۔ وہ تحریک منکرین ختم نبوت کی غنڈہ گردی اور ہمارے شہر ملتان کے نوجوانوں پر چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر ان کے تشدد کے نتیجے میں چلی اور اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے پاکستان کی پارلیمنٹ سے مکمل تحقیق اور جرح کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

اس تحریک کے دس سال بعد یعنی ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پاس کیا گیا، جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلام اور اسلامی اصطلاحات وعلامات استعمال کرنے سے روکا گیا۔ پاکستان کے قیام سے لے کر ۱۹۸۴ء تک جو نسل پروان چڑھی اس کے سامنے مسئلہ ختم نبوت بار بار آتا رہا۔ بار بار ختم نبوت کا سبق تازہ ہوتا رہا۔ بار بار فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہی ہوتی رہی۔ لیکن ۱۹۸۴ء کے بعد جو نسل پروان چڑھی اس کے سامنے عقیدہ ختم نبوت، مسئلہ ختم نبوت، فتنہ قادیانیت اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اس طرح واضح نہ تھا جیسا کہ اس سے پہلے واضح تھا۔ سو اب اللہ رب العزت کا انتظام ہے کہ کسی نہ کسی بہانے سے یہ مسئلہ تازہ ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو شعور ختم نبوت عطا ہوتا ہے، جذبہ عشق رسالت کو مہمیز ملتی ہے، مسلمان پھر سے بیدار اور خبردار ہو جاتے ہیں۔ اور سب سے حوصلہ افزاء امر یہ ہے کہ یہ مسئلہ صرف مسجد و مدرسہ اور منبر ومحراب تک محدود نہیں رہتا بلکہ کبھی بیوروکریسی کی دنیا میں، کبھی سڑکوں اور بازاروں میں، کبھی تعلیمی اداروں میں، کبھی اسمبلیوں میں اس مسئلے کی گونج سنائی دیتی ہے۔ ابھی مسئلہ ختم نبوت کی تازہ ترین گونج سندھ اسمبلی میں سنائی دی ہے۔ ہمارے قابل فخر محمد حسین کوئی مولوی نہیں، کسی مذہبی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے، لیکن اللہ رب العزت نے انہیں ذریعہ بنا دیا۔

اس سے قبل پنجاب اسمبلی کے مجاہد اسپیکر چوہدری پرویز الٰہی پوری ایمانی غیرت کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے ایمانی جذبات کا اظہار کر چکے۔ پنجاب اسمبلی کے ہی مرد مومن رکن اور صوبائی وزیر حافظ عمار یاسر چند روز قبل ایک بڑی جامع قرارداد پیش کر چکے۔ چودھری پرویز الٰہی، حافظ عمار یاسر، برادر محمد حسین کے ذریعہ مسئلہ ختم نبوت کو اجاگر ہوتا دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کی قدرت اور حسن انتظام پر حیرت ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت تکوینی طور پر کیسا انتظام فرماتے ہیں؟

اس موقع پر میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ایسے تمام عناصر جو کسی بھی پردے کے پیچھے چھپے ہوں، اندرون یا بیرون ملک کسی بھی جگہ بیٹھے ہوں اور قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں کسی قسم کے مذموم عزائم رکھتے ہوں، انہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وطن عزیز میں ان کے مقاصد کی تکمیل کی ان شاء اللہ کوئی صورت نہیں اور ان کا ہر وار الٹا پڑے گا اور پیارے آقا ﷺ کے غلام پہلے سے زیادہ مستعد اور بیدار ہو جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمام متعلقہ لوگوں کی توجہ اس طرف بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ سندھ اور پنجاب اسمبلی میں پیش کی گئی قراردادوں کی روح کے مطابق باقاعدہ قانون سازی کی ضرورت ہے اور اس بات کا اہتمام اور التزام کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی طرف سے بھی عقیدہ ختم نبوت پر وار نہ کیا جا سکے۔ اور مسلمانوں کی متاع ایمان اور متاع دل و جان کو لوٹنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے۔

عقیدہ ختم نبوت کی پہرہ داری کی سعادت حاصل کرنے والوں، ان کی حمایت و تائید کرنے والوں اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنے والوں کو ایک دفعہ پھر خراج تحسین، اللہ رب العزت ان کا ہر میدان میں حامی و ناصر ہو۔ آمین! (روزنامہ جنگ ملتان، ۱۹/جون ۲۰۲۰ء)

سیماب اکبرآبادی پر چوٹ

''سیماب اکبرآبادی صاحب کی زود گوئی، مقامی اساتذہ سے ان کے معرکے، ساغر صاحب کا حسن صورت اور سحر ترنم، نئے نئے موضوعات پر ان کی نظمیں (مثلاً قطرہ سفر میں ہے) اور نیا رنگ تغزل ان سب باتوں کے چرچے ٹونک کے ادبی حلقوں میں سنے۔ مجھے ابتداء ہی سے شعر و ادب سے شغف رہا ہے۔ اس لئے بڑی دلچسپی سے یہ باتیں سنتا تھا۔ مثلاً ایک بار سیماب صاحب نے ایک مشاعرے میں جب اپنی غزل کا یہ مقطع پڑھا:

سیماب تیرا شعر اترتا ہے عرش سے
میری بیاض شعر، خدا کی کتاب ہے

تو ٹونک کے ایک استاد اور ملک کے نامور نعت گو کیف ٹونکی نے (جو شاید نواب سلیمان خان اسد کے شاگرد تھے) برجستہ قرآن کریم یہ آیت پڑھی: یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ۔ (اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کا کلام ہے)

ٹونک میں برسوں سیماب کے اس شعر اور کیف صاحب کی اس برجستہ ''داد'' کے چرچے رہے۔'' (جادہ نسیان ص۵۳،۵۴ سید محمود احمد برکاتی)

ختم نبوت پر ایمان

پنجاب اور سندھ اسمبلی کے بعد قومی اسمبلی میں بھی قرارداد کی متفقہ منظوری الحادی قوتوں کی جانب سے اتحاد امت میں رخنہ ڈالنے کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دینی چاہیۓ

پنجاب اور سندھ اسمبلی کے بعد قومی اسمبلی نے بھی گزشتہ روز ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کر کے درسی کتب اور تعلیمی اداروں میں حضرت محمد ﷺ کے نام مقدس کے ساتھ خاتم النّبیین لکھنا پڑھنا اور بولنا لازمی قرار دے دیا۔ یہ قرارداد مسلم لیگ (نون) کے رکن قومی اسمبلی کی تجویز پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان نے اتفاق رائے سے پیش کی۔ جس کی تمام پارلیمانی جماعتوں نے حمایت کی۔

قرارداد میں اس امر کا تقاضا کیا گیا کہ تمام درسی کتب اور تعلیمی اداروں میں جہاں جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام مبارک آتا ہے، اس کے ساتھ لفظ خاتم النّبیین لازماً لکھا، پڑھا اور بولا جائے۔ ایوان نے اس قرارداد کی متفقہ منظوری دی۔ قومی اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے امجد نیازی نے کہا کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں واضح کر دیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور وہ آخری نبی ہیں۔

یہ اٹل حقیقت ہے کہ ہر مسلمان حرمت رسول ﷺ پر کٹ مرنے کے جذبے سے سرشار ہے اور ختم نبوت پر ایمان مسلمانوں کے عقیدے میں شامل ہے۔ خدائے واحد لاشریک نے اپنی کتاب ہدایت قرآن مجید کے (۲۲ ویں پارہ کی سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۴۰) میں واضح طور پر ارشاد فرما کر حضرت محمد ﷺ پر مہر ختم نبوت ثبت فرمائی کہ ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘ ﴿محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں﴾

کتاب ہدایت کی اس واضح آیت مبارکہ کی روشنی میں حضرت نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں اور اسی بنیاد پر ختم نبوت پر ایمان بھی اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ دین اسلام کے خلاف صف آراء الحادی قوتیں اتحاد امت توڑنے اور مسلم امہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے اپنی مکروہ سازشوں کے تانے بانے بننے میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں اور فتنہ قادیانیت بھی ایسی ہی سازشوں کا شاخسانہ ہے، جس کے تحت ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو حضرت محمد ﷺ کا پرتو قرار دینے کا ڈھونگ رچایا اور وہ بہ شکل محمد (نعوذ باللہ) آخری نبی ہونے کا جھوٹا دعوے دار بنا، جسے اس وقت کے

جید علماء کرام نے آڑے ہاتھوں لیا اور پیر طریقت سید جماعت علی شاہ نے اس ملعون کو مناظرے کا چیلنج دیا مگر وہ مقرر وقت پر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اتحاد عالم اسلام کے درپے الحادی قوتوں نے اپنے مذموم مقاصد کے تحت فتنہ قادیانیت خود کھڑا کیا تھا اور قیام پاکستان کے بعد مملکت خداداد میں اس فتنے نے تیزی سے سر اٹھایا، جس کی سرکوبی کے لئے جید علماء کرام کی قیادت میں اسلامیان پاکستان نے ملک بھر میں تحریک ختم نبوت چلائی اور اپنی جانوں تک کی قربانیاں پیش کیں۔ اسی تناظر میں فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قومی اسمبلی میں طویل بحث مباحثہ کے بعد اور اس وقت کے قادیانی تنظیم کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا اسمبلی کے فورم پر موقف سن کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ جس کی بنیاد پر آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم کر کے اس میں شق ۳ شامل کی گئی، جس کے تحت قادیانیوں پر خود کو مسلمان ظاہر کرنے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار دینے اور مسلمانوں کو مخصوص عبادات کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی، تاہم ملعون مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے آج تک اس آئینی ترمیم کو قبول نہیں کیا اور وہ خود کو بدستور مسلمان ظاہر کر کے فتنہ قادیانیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ جنہیں دین اسلام کو انتشار کا شکار کرنے کی سازشوں میں مصروف الحادی قوتوں کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔

بدقسمتی سے ملک کے اندر بھی بعض طبقات وعناصر کی جانب سے مجہول قادیانیوں کو حمایت حاصل ہوتی رہتی ہے، جن کی منتخب ایوانوں اور اقتدار کی راہداریوں تک میں رسائی ہوتی ہے۔ فتنہ قادیانیت کی حوصلہ افزائی کرنے والے ایسے بدبخت عناصر ہی کبھی درسی کتب میں شعائر اسلام کو خارج کرانے، حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کے لقب خاتم النبیین میں ترمیم وتحریف کرانے اور کبھی منتخب ایوانوں میں آئین وقانون کی متعلقہ دفعات میں تبدیلی کرانے کی مکروہ سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ مگر فوری اور سخت قومی ردعمل پر انہیں ہر بار اور ہر سازش میں منہ کی کھانا پڑتی ہے۔

ایسی ہی ایک سازش کے تحت میاں نواز شریف کے اقتدار کے آخری دنوں میں قومی اسمبلی میں یکا یک ایک آئینی ترمیم کے مسودے کی منظوری حاصل کی گئی جس کے تحت ارکان پارلیمنٹ بشمول وزیراعظم، وزراء کے حلف اٹھاتے وقت حضرت محمد مصطفی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا حلفاً اقرار کیا جاتا ہے۔ اس پر حکومت کو سخت قومی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ ایوان میں متذکرہ آئینی ترمیم واپس لینے اور حلف کی عبارت من وعن بحال کرنے پر مجبور ہو گئی۔

ایسی ہی ایک سازش موجودہ اسمبلی میں بھی گزشتہ اپریل میں ایک مسودۂ قانون لا کر کی گئی، جس

کے تحت قادیانیوں کو ان سے غیر مسلم اقلیت کا اقرار کرائے، بغیر قومی اقلیتی کمیشن میں نمائندگی دے دی گئی۔ یہ یک طرفہ تماشا ہے کہ خود قادیانیوں نے بھی قومی اقلیتی کمیشن میں اپنی نمائندگی قبول نہ کی، کیونکہ اس سے ان کے غیر مسلم اقلیت ہونے پر مہر تصدیق ثبت ہوتی تھی، جب کہ اس مجوزہ قانون پر حکومت کو اپنی کابینہ کے ارکان کے علاوہ اپنے اتحادیوں چودھری شجاعت حسین اور چودھری پرویز الٰہی کی بھی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجتاً حکومت کو قومی کمیشن میں قادیانیوں کو نمائندگی دینے کا فیصلہ واپس لینا پڑا۔

اب قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے درسی کتب اور تعلیمی اداروں میں حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنا، پڑھنا اور بولنا لازمی قرار دے کر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کا مؤثر اقدام اٹھایا گیا ہے۔ اس کا کریڈٹ بھی یقیناً حکومتی اتحادی مسلم لیگ (ق) کو جاتا ہے کہ اس کی ابتداء اسپیکر پنجاب اسمبلی چودھری پرویز الٰہی نے پنجاب اسمبلی میں قرارداد متفقہ طور پر منظور کرا کے جس کے بعد سندھ اسمبلی نے بھی اس حوالے سے قرارداد کی متفقہ منظوری دی اور اب قومی اسمبلی میں منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کا مؤثر اہتمام کیا گیا ہے، جس پر حکومت، اس کے اتحادیوں اور اپوزیشن سمیت پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے۔

(اداریہ روزنامہ نوائے وقت ۲۴؍جون ۲۰۲۰ء)

دمشق میں ایک نام کی دو قبریں

’’مسجد (اموی) سے دوڑ کر دکان آیا، گائیڈ سے دریافت کیا کہ ابھی تو یہ لوگ خرید و فروخت ہی کر رہے ہیں، آپ کہیں تو ایک بار مسجد میں اور ہو آؤں، اس نے کہا پانچ سات منٹ میں واپس آ جائیں، مسجد اس دکان سے ملحق تھی، وہاں پہنچا تو نوجوان گائیڈ سے میں نے کہا: حضرت معاویہؓ کا مزار کہاں ہے اس نے کہا میں آپ کو لے کر چلتا ہوں، یہاں سے وہاں پہنچنے میں دو تین منٹ لگیں گے۔ اب میں اور وہ تیزی کے ساتھ گلیوں سے گزر رہے ہیں۔ یہ مقام مسجد سے دو فرلانگ کی مسافت پر تھا، وہاں جا کر کتبہ پڑھا تو اس پر ’’معاویہ اصغر محب اہل بیت‘‘ لکھا تھا وہاں فاتحہ پڑھی اور گائیڈ سے کہا کہ یہ تو دوسرے معاویہ ہیں، حضرت معاویہؓ جو حکومت شام کے امیر تھے ان کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ہمیں اس کا پتہ نہیں! یزید کی قبر ہوتی بھی تو میں وہاں نہ جاتا۔ مگر میں نے اس سے دریافت کیا اور یزید کی قبر؟ اس نے کہا یہ تمام قبریں مٹا دی گئی۔ (سیاحت نامہ ص ۱۴۵)

(نوٹ: سیدنا امیر معاویہؓ کی قبر مبارک دمشق کے ایک محلہ میں آج بھی موجود ہے ایک مکان سے ہو کر جانا پڑتا ہے البتہ وہ قبر مبارک کا قبہ خاصا بوسیدہ ہے جیسے آثار قدیمہ، اس مزار کی عام شہرت نہیں، البتہ خواص سبھی جانتے ہیں)

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

جناب محمد متین خالد

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر وتحریر ہو یا مباحثہ ومناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ وہ اپنی گل افشانی گفتار، پرواز تخیل اور برجستہ لب ولہجہ میں منفرد وممتاز ہیں۔ کئی دہائیوں سے ماہنامہ لولاک کے ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنے فرائضِ منصبی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں اس رسالہ کو ہر مکتبہ فکر میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور آج اس کی اشاعت ہزاروں میں ہے۔ مطالعہ وتحقیق اور تصنیف وتالیف مولانا کے محبوب ومرغوب مشاغل ہیں۔ ان کی گرانقدر مطبوعہ کتب ''قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ، چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، دروس وبیانات ختم نبوت، آئینہ قادیانیت، یاد دلبراں اور قادیانی شبہات کے جوابات'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ ایک غیر مختتم سلسلۃ الذہب ہے:

اللہ کرے یہ مرحلہ شوق نہ ہو طے

حضرت مولانا اللہ وسایا کی نئی کتاب ''تحریک ختم نبوت دس جلدیں'' نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع، تحقیقی اور تاریخی دستاویز ہے۔ ۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لحہ بہ لحہ رپورٹ کو جمع کردیا گیا ہے، دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق ومحبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور بھی ہیں اور حقائق افروز بھی۔ کتاب کی پہلی جلد اکتوبر ۱۹۳۴ء سے جنوری ۱۹۵۳ء تک کے اہم حالات وواقعات پر مشتمل ہے۔ خاص طور پر تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے روح پرور واقعات پڑھ کر ایمان وایقان کو ایک نئی جلا ملتی ہے۔ اس دور میں لکھی اور پڑھی جانے والی ولولہ انگیز نظمیں نہایت جہاد آفرین ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تحریک تحفظ ختم نبوت کے مخالفین کا عبرتناک انجام نہایت چشم کشا ہے۔ دوسری جلد ۱۹۵۴ء سے ۱۹۷۴ء تک کے اہم واقعات اور اخباری تراشوں سے مزین ہے جو شاید پہلی دفعہ منظر عام پر آئیں۔ تیسری جلد میں ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے ۷ستمبر ۱۹۷۴ء تک کے حالات وواقعات شامل ہیں۔ پورے ملک میں جاری تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی روداد پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ سانحہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے صمدانی ٹریبونل کی

کارروائی بھی قابل مطالعہ ہے۔ اس کارروائی میں سانحہ ربوہ کے عینی شاہدین کے بیانات پڑھ کر قاری پر غم و غصہ کی المناک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ روزنامہ وفاق کے مدیر جناب مصطفیٰ صادق کا مضمون ''بھٹو صاحب نے قادیانیوں کو کیسے غیر مسلم قرار دیا؟'' نہایت دلچسپ اور اندر کی خاص باتوں پر مشتمل ہے۔

چوتھی جلد ستمبر ۱۹۷۴ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء کے واقعات پر مبنی ہے۔ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت پاکستان کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرسکتا اور نہ ہی شعائر اسلامی کا استعمال کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تین سال قید و جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ یہ آرڈیننس کس طرح منظور ہوا، کس نے تحریک چلائی، تحریک میں کون کون شامل ہوا؟ اس کی تفصیلات بڑی معلوماتی ہیں۔ پانچویں جلد ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۱ء تک کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر (جو برقع پہن کر ملک سے مفرور ہو گیا تھا) کی طرف سے علماء اسلام کو دیئے گئے مباہلے کے چیلنج اور اس کے جواب میں علماء اسلام کی طرف سے قبولیت چیلنج کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس جلد میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی کے بارے میں لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ بھی محفوظ کر دیا گیا ہے جس سے اس جلد کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔

چھٹی جلد ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۷ء کے حالات و واقعات اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی تفصیل اور پاکستان میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کی تقرری کے بارے میں نہایت ہوش ربا انکشافات کئے گئے ہیں۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد و عزائم کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے بے حد ضروری ہے۔ سپریم کورٹ نے قادیانی کتب کا جائزہ لینے کے بعد اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ہر قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر سلمان رشدی کی طرح ہے۔

ساتویں جلد ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۳ء کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں فتنہ گوہر شاہی کی شر انگیزیاں، ربوہ کے نام کی تبدیلی اور قادیانی جماعت کا اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے سولہ کروڑ ڈالر کا فنڈ مختص کرنے کی ہوش ربا تفصیلات درج ہیں۔ معروف صحافی جناب زیڈ اے سلہری کے قبول اسلام کی روداد روح کو گرما دیتی ہے۔ آٹھویں جلد ۲۰۰۴ء تا ۲۰۱۰ء کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں ڈنمارک میں حضور نبی کریم ﷺ کے خاکے بنانے (نعوذ باللہ) اور اس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کی طرف سے کئے جانے والے احتجاج کی تفصیلات موجود ہیں۔ نویں جلد ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۶ء کے حالات و واقعات کی جامعیت لئے ہوئے ہے۔ اس جلد میں غازی ملک محمد ممتاز قادری کی شہادت و جنازے کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔ متحدہ علماء بورڈ پنجاب کا تاریخی فیصلہ کہ رد قادیانیت کے سلسلہ میں شائع ہونے والا ہر قسم کا تحریری لٹریچر مذہبی منافرت میں

شامل نہیں۔ سیشن کورٹ تلہ گنگ کا اہم فیصلہ کہ قادیانی اپنی عبادت گاہ پر مینار ومحراب نہیں بنا سکتے۔ گیمبیا میں قادیانیوں کو کیسے غیر مسلم قرار دیا گیا؟ نہایت اہم موضوعات ہیں۔ دسویں جلد ۲۰۱۷ء سے ۲۰۱۹ء تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں پنجاب اسمبلی میں عقیدۂ ختم نبوت کا مضمون نصاب میں شامل کرنے کی قرارداد، ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت، آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا، قادیانی اقلیت کے متعلق اسلام آباد ہائی کورٹ کا یادگار فیصلہ اور امریکی صدر سے قادیانی کتب فروش کی ملاقات کا احوال تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا نے اس دستاویز کی ترتیب وتہذیب اور تالیف وتدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات وواقعات کے عینی شاہد ہیں۔

جب قاری پورے انہماک سے اس اہم تاریخی وتحقیقی دستاویز کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ عالم تخیل میں حضرت مولانا اللہ وسایا کے ہمراہ تحفظ ختم نبوت کی مختلف اہم اور یادگار کانفرنسوں میں شریک ہوتا ہے جہاں وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری شاہ، مولانا لال حسین اختر، آغا شورش کاشمیری، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا ابوداؤد غزنوی، مولانا تاج محمود لائل پوری (فیصل آباد)، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اور مولانا عبدالستار خان نیازی سمیت کئی جید علماء کرام کی ایمان پرور تقاریر سنتا اور سرمستی میں جھومتا چلا جاتا ہے۔ کبھی وہ سید امین گیلانی اور سائیں محمد حیات پسروری کی ولولہ انگیز نظمیں سنتا ہے تو سامعین کے ساتھ مل کر ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگاتا ہے۔ کبھی وہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے ایسے جلوسوں میں شرکت کرتا ہے جہاں وہ اپنے سامنے شرکاء جلوس پر ہونے والی فائرنگ، آنسو گیس کی شیلنگ، بدترین لاٹھی چارج اور اس کے نتیجہ میں شہید ہونے والے مجاہدین کے لاشے تڑپتے ہوئے دیکھتا ہے تو بچوں کی طرح بلک بلک کر رونا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی وہ مولانا کا ہاتھ پکڑے سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بینچ کے روبرو کمرہ عدالت میں جا بیٹھتا ہے جہاں جج حضرات قادیانی عقائد ونظریات پر مسلمان وکلاء کے دلائل سن کر اور قادیانی کتب دیکھ کر حیران وششدر رہ جاتے ہیں۔

کبھی وہ مولانا اللہ وسایا کے ساتھ گرفتار ہو کر کئی دن جیل میں گزارتا ہے۔ کبھی وہ شہید ناموس رسالت غازی ملک محمد ممتاز قادری شہید کے جنازہ میں شریک ہو کر گنبد خضراء کا تصور کرتے ہوئے یہ عہد کرتا ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے کسی بھی جانی یا مالی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔ کبھی وہ حکومت کی مرزائیت نوازی پر خون کے آنسو روتا ہے۔ کبھی وہ قومی اسمبلی میں چلا جاتا ہے جہاں الیکشن سے متعلقہ فارم میں ختم نبوت

کے حلف نامہ میں تبدیلی ہورہی ہوتی ہے۔ کبھی وہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی موجودگی میں پاکستان کی پارلیمنٹ میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی کارروائی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کبھی وہ وزیراعظم کی سربراہی میں وفاقی کابینہ کے اجلاس میں موجود ہوتا ہے جس میں ملکی معیشت کو درست کرنے کے لئے قادیانی عاطف میاں کو ذمہ داری دی جاتی ہے۔ کبھی وہ گستاخ رسول، ملعونہ عاصیہ مسیح کی رہائی اور حکومتی سرپرستی میں اسے بیرون ملک بھجوائے جانے پر احتجاج میں شریک ہوتا ہے۔ آخر میں وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ، مجلس عمومی اور مجلس عاملہ کے اہم اجلاسوں میں شرکت کرتا ہے جہاں ملک بھر کے تمام مبلغین ختم نبوت اپنے اپنے علاقوں کی کارگزاری پیش کرتے ہیں، سالانہ آمدن وخرچ کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ملکی صورتحال پر تبادلہ خیال اور آئندہ کا لائحہ عمل تیار ہوتا ہے، اتنا طویل سفر طے کرنے کے بعد اگرچہ قاری تھک جاتا ہے مگر سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ بحیثیت ایک مسلمان تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور کیا وہ انہیں پورا کر رہا ہے؟ یہ سوچتے ہوئے وہ ایک نئے عزم کے ساتھ مستقبل میں کام کرنے کے لئے اپنی پلاننگ کرتا ہے اور ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہے:

ان اندھیروں سے کہہ دو کہ اپنا ٹھکانہ کر لیں　　　ہم نئے عزم سے بنیاد سحر رکھتے ہیں

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حضرت مولانا اللہ وسایا نے نہایت دیدہ ریزی سے ختم نبوت کے سلسلہ میں سال بسال رونما ہونے والے تمام اہم واقعات کو انتہائی خوبصورت سلیقے سے اس کتاب میں سمودیا ہے۔ دریا کو کوزے میں بند کرنا سنتے آئے تھے، اب اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے ہر کارکن کے لئے یہ کتاب ذہن ساز ہے اور رجحان ساز بھی بلکہ یہ کتاب ان کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ ایسے چشم کشا واقعات اور معلوماتی تحریریں جو عرصہ دراز سے گوشہء گمنامی میں پڑی ہوئی تھیں، اس اہم دستاویز میں آگئیں۔ ان تحریروں کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت ومحبت کی ایک برقی رودوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت وحمیت کی ایسی پرسوز وگداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنان تحفظِ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدا بہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے سکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔ دعا ہے کہ رب کائنات حضرت مولانا اللہ وسایا کی ہمت کو جواں اور ان کے قلم کو رواں دواں رکھے۔ آمین!

ہوا ہے تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے　　　وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

آزاد کشمیر میں قادیانیت وسیاست کا گٹھ جوڑ تاریخ کے آئینہ میں

قاری عبدالوحید قاسمی

حضرت مولانا اللہ وسایا کی نئی تصنیف تحریک ختم نبوت ۱۹۳۴ء تا ۲۰۱۹ء دس جلدوں پر مشتمل ہے۔
انہوں نے ایک صدی کی مجاہدین ختم نبوت اور عاشقان مصطفیٰ کی لازوال عشق ومحبت سے بھری ہوئی داستان رقم کر کے پوری ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے ختم نبوت کانفرنسوں مساجد مدارس میں بیانات قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے لئے ایٹم بم سے زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ دلائل کی دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی کنارہ ہو قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے لئے سیف بے نیام ثابت ہوتے ہیں۔ اگر میں لکھوں کہ تحریک ختم نبوت کے یہ حافظ ہیں تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ قادیانیوں کی سازشوں کو دور سے بھانپ لیتے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وہ اس معاملہ میں بڑے حساس ہیں جب کوئی قادیانی سازش ہوتی ہے تو تب تک بے چین بے قرار رہتے ہیں جب تک اس کا سدباب نہ کرسکیں۔ عدالتوں میں قادیانیوں قادیانی نوازوں کی طرف سے کوئی کیس ہو تو خود بھی متحرک ہوجاتے ہیں اور پوری جماعت اور دوسرے دوست احباب کو متحرک کردیتے ہیں۔ اس وقت تک خود بھی آرام سے نہیں بیٹھتے نہ دوستوں کو آرام سے بیٹھنے دیتے ہیں۔ یہ ان کی خصوصیت ہے بندہ ناچیز بھی ان کے حکم کا منتظر رہتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت عظیمہ کو قبول فرمائے آمین!

شاہین ختم نبوت نے یہ تاریخ مرتب کر کے بعض ایسے انکشافات کئے جو قادیانیوں اور قادیانی نوازوں نے خفیہ سازشیں کی خصوصاً خطہ آزاد کشمیر کے قادیانیوں اور سیاسی لیڈروں کا گٹھ جوڑ کے اہم انکشاف کر کے آزاد کشمیر کے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے کہ وہ قادیانی اور قادیانی نواز لیڈروں کی سازشوں سے باخبر رہ کر اپنے ایمان اور اپنے خطہ آزاد کشمیر کو بچائیں۔ میں ان انکشاف کے ذکر سے قبل حضرت مولانا اللہ وسایا کا پوری کشمیری قوم کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ آزاد کشمیر میں جو حال ہی میں آئین میں بارویں ترمیم ہوئی ہے۔ جس میں قادیانیوں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ اس میں بھی حضرت کی دعائیں کوششیں شامل حال رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام علماء کرام کو تحفظ ناموس رسالت وعقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ان کے نقش قدم چلنے کی توفیق دے۔

مجھ سمیت آزاد کشمیر کے علماء کرام اور عاشقان رسول ان کے ان انکشافات کو غور سے پڑھیں اور

قادیانی اور قادیانی نوازوں کی سازشوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے یک جاں ہو جائیں: ابھی تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ہوشیار رہنا ہوگا۔ غلامان محمد ﷺ کو بیدار رہنا ہوگا ہمیں عشق رسالت سے سرشار رہنا ہوگا۔ خطہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں اور قادیانی نواز لیڈروں نے ہائی لیول کی سازشیں کی کہ یہ خطہ قادیانی ریاست بن جائے مگر قادیانی اور قادیانی نواز قادیانی لیڈر کل بھی ناکام تھے اور آج بھی ناکام ہیں اور آئندہ بھی ناکامی ان کا مقدر ہوگی انشاءاللہ۔

تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر علماء کرام کی سرپرستی میں قادیانی نوازوں کی سازشوں اور ناپاک منصوبوں کو باریک بینی سے دیکھتی ہے۔ اب قادیانیوں اور قادیانی نواز سیاسی لیڈروں کی کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انشاءاللہ۔ اب آزاد کشمیر کے آئین نے بارویں ترمیم کے بعد قادیانیوں لاہوری اور ضروریات دین کا انکار کرنے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ اب یہ شق آئین ریاست کی رگِ جان ہے۔ اب اس سے بغاوت کرنے والے باغی ہوں گے ان کے خلاف آئین اور قانون کے مطابق کارروائی ہوگی، انشاءاللہ! اب ملاحظہ فرمائیں قادیانی سازش اور ہمارے سیاسی لیڈروں کا گٹھ جوڑ تحریک ختم نبوت ۱۹۳۴ء تا ۱۹۵۳ء ج نمبر۱، ص نمبر۹۱ قادیانی آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر آتے جاتے ہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے یہ اس وجہ سے کہ آزاد کشمیر کے اہم کلیدی آسامیوں پر قادیانیوں کا قبضہ ہے۔

ص نمبر۱۱۱: قادیانی کشمیر میں قادیانی ریاست کا خواب دیکھ رہے ہیں:

ص نمبر۲۱۰: سرکاری کیمپ اور ولایتی قسم کے مسلمانوں نے اور قادیانیوں نے کشمیر کا کیس خوبصورتی سے لڑا ہے ظفراللہ نے کہا کہ (یہ لو کشمیر لے آیا ہوں) بڑی لمبی چوڑی تقریریں کرتا رہا صرف دھوکہ دینے کے لئے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۴ء تا ۱۹۷۴ء ج نمبر۲، ص نمبر۵۱، ۵۲ میں آزاد کشمیر سے مسلمانوں کا ایک وفد مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملا، دوسرا وفد مولانا محمد علی جالندھری سے راولپنڈی میں ملا اور قادیانیوں کی سازشوں کو بیان کیا اور قادیانی افسران کی فہرست بھی پیش کی جو اس وقت شائع بھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جالندھری نے مظفرآباد کا دورہ کیا اور قادیانی سازشوں کو ملیا میٹ کردیا۔

صفحہ نمبر:۱۹۱ کشمیر کا مسئلہ قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔

صفحہ نمبر:۲۳۰، آزاد کشمیر کے دو قادیانی لیڈر: خورشید ابراہیم گٹھ جوڑ کا پس منظر مخصوص مقاصد کے لئے یہ دونوں ایک ہوگئے۔ مگر ان کی سازشوں کی وجہ سے عظیم پاکستانی صدر ایوب خان نے سردار ابراہیم

کو ایک ماہ کے لئے جیل بھیج دیا اور کے ایچ خورشید کو سوا پانچ ماہ کی سزا ہوئی: یہ دونوں خطہ کشمیر کو پاکستان سے جدا کرنے کے لئے متحدہ ہو گئے تھے: (یہ ہی قادیانی پلان تھا)۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں

یہ دونوں جہاد اور ۱۹۶۵ء کی جنگ کے خلاف تھے۔

صفحہ نمبر: ۲۷۶: کشمیر کے بارے میں قادیانیوں کی غلط بیانیاں (تاریخ احمدیت جلد ششم) مشہور کشمیری مورخ پنڈت پریم ناتھ بزار نے اپنی کتاب: دی سٹرگل فار فریڈم ان کشمیر) میں لکھا کہ قادیانی کشمیر کمیٹی کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

کتاب میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ آزاد کشمیر کی حکومت کی بنیاد: ۱۴/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مرزا محمود قادیانی نے رکھی تھی۔

صفحہ نمبر: ۲۸۱: انگریز: کشمیر کمیٹی اور قادیانی کتاب میں تفصیلاً مطالعہ فرمائیں صفحہ نمبر: ۲۸۵: ۴/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ریاست کشمیر میں جماعت احمدیہ کے صدر خواجہ غلام نبی گلکار حکومت آزاد کشمیر کے پہلے صدر بنے اس طرح خطہ کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کے لئے پہلا پتھر رکھنے کی کوشش کی گئی۔ یہ حکومت زیادہ نہ چل سکی اور قادیانی سازش خطہ کشمیر کی زمین میں دفن ہو گئی۔

یہ غلام نبی گلکار مارشلاء کے دور میں کے ایچ خورشید، سردار عبدالقیوم خان کے مقابلہ میں صدارتی الیکشن لڑا۔ مگر دوسرا قادیانی نواز کے ایچ خورشید کو صدر بنایا گیا۔ جس پر سردار محمد عبدالقیوم نے کہا تھا اگر ووٹ شمار اور گن لئے جاتے تو نقشہ کچھ اور ہوتا۔ مگر ایک سازش کے ذریعہ کے ایچ خورشید کو صدر بنایا گیا۔ جس میں چوہدری غلام عباس بھی شریک تھے۔

صفحہ نمبر: ۲۸۷: ۲۹/اپریل ۱۹۷۳ء کو میجر محمد ایواب خان نے قرارداد ختم نبوت اسمبلی میں پیش کی اور پاس ہوئی انہوں نے قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کی اس اعلیٰ درجے کی سازشوں کو کشمیر کی زمین میں دفن کر دیا۔ مرزا ناصر کے ایچ خورشید ابراہیم خان غلام نبی گلکار ہاتھ ملتے رہ گئے اور آپ ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے خطہ کشمیر قادیانی نواز لیڈروں نے مرزائیوں خصوصاً مرزا ناصر کو یقین دلایا کہ آپ چوہدری غلام عباس اور دوسرے لیڈروں سے ملاقات کریں پھر سازشیں شروع کر دیں، چنانچہ سردار محمد عبدالقیوم خان نے عوامی دباؤ پر ۲۵ مئی ۱۹۷۳ء کو اس قرارداد کی توثیق کر دی۔ مگر کنواں کا بیل وہاں کا وہیں رہا عملی اقدامات نہیں ہوئے۔

ص نمبر ۴۸۹: اس وقت کا شیخ منظر مسعود جو سپیکر تھا اور قادیانی تھا اس کی سازشیں بھی عروج پر تھیں۔

ص نمبر ۴۹۶: سردار عبدالقیوم خان کا بیان، ص نمبر ۵۰۶: فرقان فورس اور کشمیر میڈل۔ اسی صفحہ پر فرقان فورس

کیا چیز ہے۔تفصیلاً کتاب میں دیکھیں صفحہ نمبر۵۱۲: کی آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد پر حکومتی سطح پر اثرات تفصیلاً کتاب میں دیکھیں۔

آزاد کشمیر کے ان سیاسی لیڈروں اور قادیانیوں کا گٹھ جوڑ ایک منظم سازش ہی کا حصہ تھا اور آج تک یہ لیڈران اور قادیانیوں نے مل کر مسلمانان خطہ کشمیر کو دھوکے میں رکھا مگر اب دونوں خطوں میں آزاد کشمیر کی بارویں ترمیم اور مقبوضہ کشمیر میں اہل حق علماء کرام نے بھی قادیانی سازشیوں کو ناکام بنانے کے لئے منظم جدوجہد شروع کی ہوئی ہے ایک وقت آئے گا دونوں حصوں کے مسلمان ان ملعونوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال کر ان کی تمام سازشوں اور منصوبوں کو خطہ کشمیر کی زمین میں دفن کردیں گے،انشاءاللہ!

میں آزاد کشمیر کے موجودہ سیاسی لیڈروں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی جماعتوں سے قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کو نکال دیں اور ان کی سازشوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

یہ قادیانی ٹولہ تحریک آزاد کشمیر اور الحاق پاکستان کے بڑے خطرناک دشمن ہیں ان کی پشت پر اسرائیل اور انڈیا ہے۔ان کے سارے پروگرام اور پالیسیاں اسرائیل اور دہلی میں بنتی ہیں۔مجاہدین کشمیر کے خلاف پاکستانی افواج کے خلاف دونوں خطوں میں سازشوں میں مصروف ہیں حکمرانوں اور عوام الناس کو متحد ہوکر ان کی تمام سازشوں کو ناکام بنانا ہوگا۔اس وقت مجاہد ختم نبوت وزیراعظم آزاد حکومت ریاست جموں کشمیر جناب راجہ محمد فاروق حیدر صاحب کی حکومت ہے وہ ان کی سازشوں اور گوہر شاہی کی سازشوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔انشاءاللہ یہ اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی حکومت کو قادیانی اور قادیانی نوازوں کی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ ان ملعونوں کی سازشوں سے پوری دنیا کے مسلمانوں خصوصاً خطہ کشمیر کے مسلمانوں اور حکمرانوں کی حفاظت فرمائے حکومت آزاد کشمیر فی الفور بارویں ترمیم پر قانون سازی کرکے ان کو آئین وقانون کا پابند بنائے،ورنہ آئین وقانون سے بغاوت پر غداری کے مقدمات بنا کر جیلوں میں بند کردیا جائے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے خطبات جمعۃ المبارک

۲۹ مئی ۲۰۲۰ء کا خطبہ جامع مسجد ربانی جلال پور پیروالا۔ ۵ جون ۲۰۲۰ء کا خطبہ جامع مسجد فاروقیہ جتوئی۔۱۲جون کا خطبہ جامعہ احیاءالعلوم مظفرگڑھ۔۱۹جون کا خطبہ جامعہ محمود العلوم خان پور بگا شیر مظفرگڑھ اور ۲۶ جون کا خطبہ مرکزی جامع مسجد جلہ ارائیں ضلع لودھراں میں ارشاد فرمایا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے……ادارہ!

نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے: مجموعہ مضامین جناب عطا محمد جنجوعہ: صفحات ۳۸۴: ناشر: الحمد مارکیٹ سیکنڈ فلور اردو بازار لاہور!

ہمارے مخدوم مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف کے تربیت یافتہ، ملک کے نامور مضمون نگار اور دانشور جناب عطاء محمد جنجوعہ نے مضامین ''نظریہ پاکستان اور اس کے تقاضے'' پر لکھے ان کا ہر مضمون اسلامیان وطن کے لئے مشعل راہ اور نشان منزل ہے۔ ان تمام کو انہوں نے مندرجہ بالا اس کتاب میں جمع کردیا ہے۔ جو اس عنوان پر کام کرنے والوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر محب وطن کے زاویہ نگاہ کو درست سمت دینے کے لئے گرانقدر سرمایہ ہے۔ ماہنامہ کے ایڈیٹر ڈاکٹر محمد امین صاحب اور ماہنامہ المنبر کے ایڈیٹر جناب ڈاکٹر محمد اشرف زاہد نے اس کتاب کی تقدیم وتقریظ لکھی ہے۔ جو کتاب کی ثقاہت وافادیت پر شاہد عدل ہے۔ کتاب نے قلوب واذہان کی بالیدگی کے لئے اپنے اندر اتنا سامان سمو رکھا ہے جو استفادہ کے لائق ہے۔ اور مصنف اس کاوش پر لائق مبارکباد ہیں طباعت واشاعت معیاری ہے۔ کاغذ مناسب ہے ترکیب باکمال ہے۔

سوانح قاری نورالحق صاحب: ترتیب: مفتی محمد سعید: صفحات: ۲۵۶۔ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ مکتبہ عثمانیہ شیرانوالہ گیٹ ہری پور۔

جناب قاری نورالحق مانسہرہ کے مضافات میں گاؤں بلیگ پائیں میں ۱۹۳۶ء میں مولانا فضل حق کے ہاں پیدا ہوئے۔ سن شعور میں مختلف اساتذہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اور قرآن مجید بمع فن تجوید پڑھا۔ آپ مختلف دینی اداروں میں پڑھاتے رہے، مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں بھی عرصہ تک پڑھایا۔ پھر مدرسہ تجوید القرآن سراجیہ ٹی۔این۔ٹی کالونی مانسہرہ میں تشریف لائے۔ سینکڑوں قرآن مجید کے حفاظ اور درجنوں فن تجوید کے ماہر آپ نے شاگرد تیار کئے۔

آپ کا بیعت کا تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے مرشد العلماء حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کے دوسرے مرید حضرت مولانا شمس الدین صاحب بھی اسی کالونی کی مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم تھے۔ ہر دو حضرات سے حق تعالیٰ نے ترویج واشاعت قرآن مجید کا

خوب کام لیا۔ حضرت قاری نورالحق کی وفات ۲ رستمبر۲۰۱۳ء کو ہوئی اور آپ اس کالونی کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ نے انہیں سراپا خیر بنایا تھا۔ ہر دینی کام میں نمایاں طور پر حصہ لیتے تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء میں بڑی بے جگری سے حصہ لیا۔ سالانہ ختم نبوت چناب نگر میں شاگردوں کے ساتھ باجماعت شریک ہوتے تھے۔ جناب مولانا مفتی محمد سعید صاحب نے آپ کی سوانح حیات مرتب کی ہے جو حضرت قاری صاحب مرحوم کے شاگردوں کی مختلف روایات اور مضامین و یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ حضرت قاری مرحوم کے متعلقین کے لئے تحفہ ہے۔

حیات نفیس: سوانح مرشد العلماء حضرت سید نفیس الحسینی۔ بارشاد و پسند فرمودہ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ: مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ صفحات: ۳۵۲۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ کئی ایک مشائخ عظام کے تربیت یافتہ اور خلیفہ ہیں۔ آپ کے پہلے شیخ، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی تھے۔ جن کی خدمت میں ایک عرصہ تک حاضری دیتے رہے۔ دوسرے شیخ امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور تھے جنہوں نے آپ کو سلسلہ قادریہ راشدیہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ایسے ہی معروف نقشبندی بزرگ حضرت مولانا علی المرتضی گدائی شریف ڈیرہ غازی خان نے آپ کو چاروں سلسلوں میں اجازت وخلافت سے نوازا۔ نیز آپ کو مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالستار، استاذ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان نے بھی سلسلہ چشتیہ میں خلافت عطاء فرمائی اور خانقاہ رائے پور شریف کے حضرت اقدس سید انور حسین نفیس الحسینی نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے مرشد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ نے کے حکم پر حضرت بہلوی کی سوانح ''تذکرہ حضرت بہلوی'' اور ''حضرت مولانا عبیداللہ انور کی حیات وخدمات'' پر کتابیں مرتب فرمانے کے بعد حضرت سید نفیس الحسینی نور اللہ مرقدہ کی سیرت وسوانح پر ''حیات نفیس'' مرتب فرمائی۔ جسے حضرت شاہ صاحب مدظلہ کے حکم پر ہی مدرسہ جامعہ عبیدیہ علامہ اقبال کالونی آئی بلاک فیصل آباد نے شائع کیا۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کے نقوش وتاثرات نے کتاب کی ثقاہت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ نیز حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے پیش لفظ نے بھی کتاب کو لاجواب بنا دیا۔ کتاب جامعہ عبیدیہ کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان سے مل سکتی ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

تحفظ ختم نبوت کوئز کورس ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد بلالؓ المعروف مولانا نذیر احمد والی حسن آباد بلاک نمبر۱ ملتان میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کوئز کورس ۱۸، ۱۹، ۲۰ء مئی ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوا۔ کورس کی نگرانی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبیداللہ نے کی۔ جبکہ تین دن اسباق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے مبلغ مولانا محمد وسیم اسلم نے پڑھائے۔ کورس کا دورانیہ بعد نماز ظہر دو بجے تا چار بجے مقرر تھا۔ کورس میں ''عقیدہ ختم نبوت قرآن، حدیث اور اقوال و اعمال صحابہ کی روشنی میں، عقیدہ ظہور امام مہدی و حیات و نزول مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی اپنے کردار کے آئینہ میں'' کے عنوانات پر لیکچرز ہوئے۔ کورس کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ سبق اور آدھ گھنٹہ سبق سے متعلق سوال و جواب پر مشتمل رہا۔ تیسرے روز کورس کے اختتام پر شرکاء کورس سے سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ درست جوابات دینے والے بوڑھوں، نوجوانوں اور بچوں میں مختلف انعامات تقسیم کئے گئے۔ تمام شرکاء کورس کو جماعت کا لٹریچر بھی دیا گیا۔

راجن پور میں قادیانیوں کے گھر سے شعائر اسلام کو محفوظ کر لیا گیا

ملک بھر میں قادیانی اکثر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے شعائر اسلام کا استعمال کر کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں۔

ایسا ہی راجن پور میں ایک قادیانی ڈاکٹر نے اپنے گھر کے اوپر ''ماشاءاللہ'' کی تختی نصب کی۔ جس کی وجہ سے اردگرد کے مسلمانوں میں اشتعال پایا جانے لگا۔ مسلمانوں نے اس واقعہ کی اطلاع فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع راجن پور کے امیر صاحبزادہ جلیل الرحمٰن صدیقی کو دی۔ جنہوں نے اس بات سنجیدگی سے لیتے ہوئے فوراً مقامی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اس تختی کو فوری ہٹانے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اگر مسلمانوں کا یہ مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو بصورت دیگر مسلمانوں کو احتجاج کا پورا حق حاصل ہوگا۔ مقامی انتظامیہ نے معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے فوری طور پر اس قادیانی ڈاکٹر کو اس کے گھر سے ماشاءاللہ کی تختی ہٹانے کا کہا گیا۔ بعد ازاں انتظامیہ کی موجودگی میں تختی کو ہٹایا گیا۔ تمام علماء کرام اور مسلمانوں کی طرف سے مقامی انتظامیہ کی اس فوری کارروائی کی تحسین کی گئی۔

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	500
17	گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
18	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
19	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
20	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	تحریک ختم نبوت 10 جلد مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
22	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
23	سیرت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
24	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
25	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ملا	300
26	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
27	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دو جلدیں)	رسائل اکابرین	400
28	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	

نوٹ: قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر مصدقہ رپورٹ سیٹ کی قیمت -/700 روپے تھی لیکن کاغذ کی قیمت میں اضافہ ہونے کی وجہ سے اب سیٹ کی قیمت -/1000 روپے کردی گئی ہے۔

نوٹ:..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

اعلان داخلہ

برائے سال 2020-21ء

ملک کی عظیم دینی درسگاہ

جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر چنیوٹ

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

ایک سالہ تخصص فی الافتاء و عقیدہ ختم نبوت

داخلہ کا دورانیہ: 8 اگست 2020ء سے 14 اگست 2020ء

15 اگست 2020ء سے تعلیم کا آغاز ہوگا۔

خصوصیات

- عقیدہ ختم نبوت کی خصوصی تعلیم
- جدید اسلامی معیشت کی تعلیم
- تحقیقی موضوعات پر مقالہ نگاری
- مقاصد شریعت اور قواعد فقہیہ کی تعلیم
- اردو، عربی کمپوزنگ کی ٹریننگ
- جدید فن تحقیق سے آگاہی
- تمرین افتاء (100 عدد)
- فن تقابل ادیان سے آگاہی
- ڈیجیٹل لائبریری کا استعمال
- مختلف جدید موضوعات پر ماہرین کے لیکچرز
- فن خطابت پر خصوصی توجہ
- ماہر و تجربہ کار اساتذہ کرام

سہولیات

- رہائش اور کھانا پینا بالکل مفت
- پانچ سے دس ہزار روپے تک کی مفت کتابیں
- صاف ستھرا اور کشادہ ماحول
- ماہانہ 1500 روپے وظیفہ
- مفت علاج معالجے کی سہولت
- جدید سسٹم سے آراستہ وسیع لائبریری

نصاب

پہلی سہ ماہی

نمبر شمار	نام کتاب
1	اصول الافتاء
2	اسلام اور جدید معیشت و تجارت
3	تقابل ادیان
4	درس ختم نبوت
5	مقدمہ شامی
6	کمپیوٹر کلاس

مطالعہ

نمبر شمار	نام کتاب	
1	[illegible]	[illegible]
2	[illegible]	[illegible]

دوسری سہ ماہی

نمبر شمار	نام کتاب
1	بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرۃ
2	تقابل ادیان
3	درس ختم نبوت
4	میراث
5	الاشباہ والنظائر

مطالعہ

نمبر شمار	نام کتاب	
1	[illegible]	[illegible]
2	[illegible]	[illegible]
3	[illegible]	[illegible]

تمرین افتاء

[illegible]	50 عدد

تیسری سہ ماہی

نمبر شمار	نام کتاب
1	تقابل ادیان
2	درس ختم نبوت
3	مناہج البحث والتحقیق

مطالعہ

نمبر شمار	نام کتاب	
1	[illegible]	[illegible]
2	[illegible]	[illegible]
3	[illegible]	[illegible]

تمرین افتاء

[illegible]	50 عدد
مقالہ	[illegible]

نوٹ: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب مختلف اوقات میں مخصوص اسباق پڑھائیں گے۔ اسی طرح مختلف جدید موضوعات پر ماہرین کے لیکچرز بھی ہوا کریں گے۔

رابطہ: دفتر انتظامیہ جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر (چنیوٹ)

0300-4304277
0300-6733670
0301-3428937
0302-7864929

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کی امت محمدیہ خاتم النبیین ﷺ سے محبت بھری اپیل

یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی، سینیٹ سمیت اور صوبائی اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ تمام سرکاری دستاویزات اور درسی کتب میں جہاں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی محمد آئے گا وہاں حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ لکھا پڑھا اور پکارا جائے گا۔ قرارداد میں یہ بھی منظور ہوا کہ نصابی و غیر نصابی کتب، اخبارات، رسائل و جرائد، ٹی وی چینلز، ریڈیو، تمام سرکاری خط و کتابت انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جب بھی حضرت محمد ﷺ کا اسم گرامی آئے تو اس کے ساتھ ''خاتم النبیین'' ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کرتی ہے کہ محبت رسول خاتم النبیین ﷺ اور دینی غیرت و محبت کے پیش نظر اس بات کو نہایت محبت اور خوش اخلاقی سے یقینی بنائیں کہ جب بھی حضرت محمد ﷺ کا نام ادا کریں تو اس کیساتھ خاتم النبیین ضرور کہیں اور لکھیں یہ ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔

یاد رکھئے! آپکے اس عمل سے حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نہ صرف بے حد خوش ہوں گے بلکہ بروز محشر اپنی خاص شفاعت سے بھی نوازیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

amtkn313 www.khattm-e-nubuwwat.com +92-300-4304277